REGISTERED

No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۳۹ ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء نمبر ۱۰

اخبار کی بہار

جنوبی افریقہ میں انگریز عورتوں کو بے عزت کرنے کے بہت سے حادثے چند ہی دنوں کے اندر واقعہ ہوئے۔ وٹ واٹرسٹینڈ میں ۵ ایسے حادثے واقعہ ہوئے ہیں جنکے کرنے والے افریقہ کے دیسی آدمی تھے۔ جوہانسبرگ کے قریب میں ایک دیسی افریقن نے ایک انگریز عورت کو پیر گاڑی پر سے گرا کر بے عزت کیا۔ اور بعد ازاں قتل کرنے کی کوشش کی مجرم فرار ہو گیا۔ جوہانسبرگ کے انگریز دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر ایسے مجرموں کو سزائے موت نہ دی جائے گی تو ہم خود سب دیسی ایسوں کو قتل کرینگے۔

سینٹ پیٹرسبرگ سے خبر آئی ہے کہ منچوریا کے شہر فوڈزی آڈین کو جہاں طاعون کا بہت زور ہے۔ ایک ہزار چینی سپاہیوں نے گھیر لیا ہے۔ اور کسی کو اجازت نہیں کہ شہر سے باہر نکلے تین ہزار آٹھ سو لاشیں مٹی کے تیل میں تر کر کے خوراک آگ کر دی گئی ہیں۔ سینکڑوں جو کہ میدان میں مرے کتوں اور کووں کی خوراک ہو چکے ہیں۔ کئی گاؤں کے باشندوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

کلکتہ میں کلکتہ یونیورسٹی کی طرف سے ایک خاص جلسہ فراہم کیا گیا۔ جس میں شاہزادہ جرمن کو ایل۔ ایل ڈی کی سند عنایت کی گئی۔

کیپ ٹون میں ایک انگریز عورت نے ایک دیسی آدمی کو جس نے بے عزتی کے خیال سے اس پر حملہ کیا تھا۔ نشانہ بندوق بنا کر قتل کر ڈالا۔

صاحب گنج سیشن کورٹ نے چارو چندر گھوس بنگالی سٹیشن ماسٹر کو آٹھ سال قید کی سزا دی ہے۔ کیونکہ اس پر ایک یہودہ عورت ریل گاڑی پر سوار نے۔ اس کے زیورات کو چوری کرنے اور اس کے بچوں کو ریل پر سے گرا دینے کا جرم ثابت ہوا تھا

برلن کی تار مظہر ہے کہ جرمن بحری فوج نے ۲۶ فروری کو جزیرہ کیرولین کے باغیوں پر حملہ کیا جنہوں نے ماہ دسمبر میں ایک مجسٹریٹ اور تین افسروں اور ۵ اور آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ اس لڑائی میں ایک لفٹنٹ ایک سی مین مارے گئے اور تین زخمی ہوئے۔ مگر باغی مغلوب کئے گئے۔

ولاڈی وسٹاک کورٹ نے ایک جاپانی کشتی والے ماہی گیر کو ایک ٹاپو میں سے ممنوعہ قاعدے کی خلاف ورزی کے لئے آٹھ ماہ قید کی سزا دی اور اس کی کشتی بھی ضبط کی گئی۔

ملک فرانس کے انجن ڈرائیورس کی تنخواہیں ۲۰۰ پونڈ سالیانہ سے ۲۶۰ پونڈ تک ہیں۔

جاپان میں کوئلوں کا ذخیرہ ۰۰۰۰۰۰۰۱۲۰ ٹن موجود ہے اور اب اس میں سے ۰۰۰۰۰۰۱۴ ٹن سالیانہ خرچ ہوتا ہے۔

اوڈیسہ کے سکئی رود کا ریلوے پر ۶۰۰ عورتیں ملازم ہیں

سنہ ۱۹۰۹ء کی نسبت انگریزی ٹکسالوں سے اس سال دوگنے ساورین تیار ہوئے ہیں

آرپنگٹن کی رین بیک ہنیس (مرغیاں) جو فلاڈلفیا کی حال نمائش میں لائی گئی ان کی قیمت ۲۴۰۰ پونڈ تھی اور ان کے ہر ایک انڈے کی قیمت ۵ پونڈ تھی

دنیا میں سب سے بڑی تار کی باڑ یونائیٹیڈ سٹیٹس اور میکسیکو کے درمیان ہے۔ جس کا فاصلہ ۱۰۰ میل کا ہے۔ جو ایل پیسو ٹکساس سے بحرالکاہل کے ساحل تک بنی ہوئی ہے۔

نیو جرسی ولائیت میں جیسی نکسن نامے ایک زمیندار عورت ہے جو ۲۲۵ ایکڑ زمین کی مالکہ ہے اور وہ اپنی اراضی میں ہلک کناٹوا کے مقر ۔ بے (گھاس) بوتی ہے اور مرغیاں اور دودھ وغیرہ بیچتی ہے اسکے پاس ۱۰ گائیں ہیں اور ان تمام کاموں سے وہ ۲۰۰۰ پونڈ سالیانہ کماتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورتیں کب ایسے حوصلے کرینگی؟

تار کی بہار

لنڈن ۱۹ فروری سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ اخبار نیشن کو بمقام ہاربن سے ایک تار بدیں مضمون پہونچا ہے کہ چار ہزار بیکار چینی علاقہ ہاربن سے نکالے گئے ہیں۔

قسطنطنیہ میں سرکاری طور پر بیان ہوا ہے کہ یمن میں مقام مناکہ پر باغی حملہ میں پسپا کئے گئے۔ اہل عرب کے ۳۵۰ آدمی مارے گئے۔ یہ بھی بیان ہو کہ محاصرین صنعا نے فتحیابی کے ساتھ نکلکر حملہ کیا۔

برلن کی خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ ۶ جنوری کو جرمنی کی بحری فوج جزائر کیرولائن میں ان باغیوں کو حملہ کرکے منتشر کردیا جنہوں نے گذشتہ دسمبر میں ایک مجسٹریٹ تین سرکاری افسران اور ۵ دیسی باشندگان کو قتل کیا تھا۔ حال کے جنگ میں ایک لفٹنٹ اور ایک جہاز ران قتل ہوئے اور تین سخت مجروح ہوئے۔ اب باغی مطیع ہو رہے ہیں۔

قسطنطنیہ کی خبروں سے واضح ہوتا ہو کہ شنبہ کو بمقام انشر و دیگر مقامات سلطنت میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ باوجودیکہ شدت سرما ہے کہ باشندگان میدان میں خیمے نصب کر رہے ہیں بہت سی مساجد اور مینار یں تباہ ہوگئیں۔ اور بہت سے مکانات ناقابل بود و باش ہیں۔ جانوں کے ضایع ہونے کی بھی رپورٹ آئی ہے۔ امداد کے لئے خیمہ اور روپیہ مقامات واردات کو روانہ ہوئے ہیں۔ ابھی سے بھی زلزلہ کی خبریں آرہی ہیں۔

جنوبی افریقہ کے ڈاکٹر فلپ صاحب نے دس سال تک جنگلات میں رہکر بندروں کی بولی سیکھی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ بندر جو بولی بولتے ہیں۔ اس میں کل ۲۸ الفاظ ہیں ان ہی الفاظ سے وہ اپنا مطلب ظاہر کرتے ہیں اور آپس میں بات چیت کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اب تک بندروں کے ۱۳ الفاظ سے واقفیت بہم پہونچائی ہے اور ان ۱۳ الفاظ کو وہ شیک بندروں کی مانند بولی میں بولتے ہیں اور باقی ۱۵ الفاظ بھی وہ بہت جلد سیکھ لیں گے۔

کلکتہ میں یورپین نوجوان لڑکوں کی ایک گھوڑ سوار فوج قایم کی گئی ہے۔ جس کا حضور وائسرائے نے معاینہ فرمایا۔ اور حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے بھی ان کو یہاں اپنے مدعو فرماکر ایک ٹی پارٹی دی۔ یہ نئی تحریک بہت پسند کی گئی ہے۔ اور ۲ فروری حضور کمانڈر انچیف بہادر نے فوج مذکور کو قلعہ فورٹ ولیم میں مدعو فرماکر ایک جھنڈا عطا فرمایا۔ جس کی عزت کی حفاظت کی تاکید پھڑکتے ہوئے الفاظ میں کی گئی ہے۔ ۲۶ ویں پلٹن پنجابی کے میجر ایڈیس صاحب ۲۸ ویں پلٹن پنجابی کے دوم کمانڈر مقرر کئے گئے ہیں۔

دربار دہلی کے متعلق وہ درجے کے رئیس منتخب ہونگے جو لوگ پہلے سے درخواست بھیجیں گے انکو شہر میں جگہ ملیگی۔

ملٹی فوج کے کمشنر مسٹر بوتھ ٹکر صاحب نے لاہور میں اس فوج کے جوانوں کی سہائیش کا بندوبست فرماکر ان کے لئے ایک نیا گاؤں ژین پور آباد کیا ہے۔ یہاں دو سو بچے تعلیم دیئے جاتے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے کمشنر بوتھ ٹکر صاحب کی درخواست کو منظور فرماکر پانچ ہزار روپیہ نقد کی امداد دینا منظور فرمایا ہے۔ جو پانچسو روپیہ ماہوار کی مستقل امداد سے علاوہ ہوگا۔ ماہ اپریل تک کل انتظام باقاعدہ ہوجاویگا۔

بمبئی کی پولیس نے بڑی وقت سے ایک چور گرفتار کیا ہے یہ شخص بچوں کے زیور اتارنے کا عادی تھا۔ بچوں کو مٹھائی کا لالچ دے کر بہلا لیتا اور زیور اتار لیتا تھا۔ اس شخص پر ۲۶ مجرم ۶ لڑکوں کے زیور اتارنے کا پورا ثبوت بہم پہونچایا گیا جس کی مالیت ۳۰۰ روپیہ تھی۔ عدالت نے اس چور کو سامنے تین سال قید سخت کی سزا کا حکم دے کر جیل خانہ بھیجدیا اس قسم کے عیار عموماً ہر شہر میں پائے جاتے ہیں۔

ولائی لامہ منگولیا میں مقیم ہے۔ اور ان کا ارادہ کیسل و ستو کی جاترا کرانے کا ہو رہا ہے۔

مشنری اور کلیسیائی خبریں

بادشاہ سلامت نے دو جرمن پادری صاحبان سے ملاقات کی جو کہ جرمنی اور انگلستان کے درمیان دوستی اور صلاح بڑھانے کے کام کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ میرا باپ صلاح کرنے والا تھا اور میری بھی کوشش ہو کہ اس کام میں حتی المقدور محنت کروں۔

پادری ایچ۔ ایچ۔ ہیلبرٹ صاحب جو کوریا میں کام کرتے ہیں۔ وہاں کی عجیب حالت انڈیا کریسچن اینڈیور کے رسالہ بابت ماہ مارچ میں لکھتے ہیں کہ کوریا میں عجیب طرح سے مسیحیت کا اثر ہوتا جاتا ہے کہ جس سے امید پڑتی ہے کہ تمام ملک ایک مسیحی ملک ہوجائیگا اور چند عرصہ کے بعد وہاں سے ہزار ہا مشنری ہوکر ملک چین میں خدمت کرنے کے لئے جانیکو تیار ہونگے۔ جو صرف برائے نام گزارہ لیکر خدمت کرینگے۔

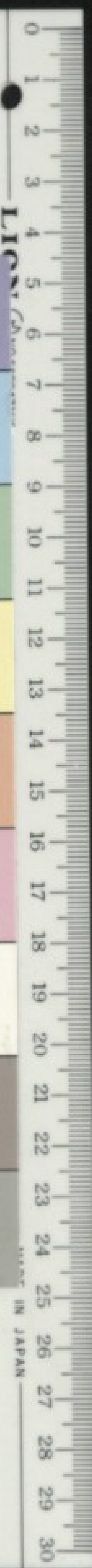
ایک یہودی اخبار بہت سے یہودیوں کو عیسائی ہوتے ہوئے دیکھکر اندیشہ کرتا ہے کہ اگر اس حساب سے جس سے وہ اب مسیحی ہورہے ہیں چند عرصہ کے بعد یہودی بالکل معدوم ہوجاوینگے۔ برلن۔ فرنکفورٹ۔ ہمبرگ۔ وائنا اور پراگ میں بہت یہودی عیسائی ہورہے ہیں

سالگذشتہ میں برلن میں پرسیلین مشن کے متعلق ۹۰ نئے گرجے تعمیر ہوئے اور اس سال ۴۳ اور بننے کی تجویز ہے۔

لنڈن مشنری سوسائیٹی کے مدارس میں تمام ہندوستان میں ۰۰۰۰۰ لڑکے مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ ان میں سے کئی ہزار ادنیٰ اقوام میں سے ہیں۔

کانگو (چین) میں بپٹسٹ مشن کی طرف سے بہت سے نئے اسٹیشن کھولنے کی خبر آئی ہے۔





فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیح کی بخشش عامہ

نمبر ۱

اظہر من الشمس ہے کہ لفظ بخشش میں بہت کچھ خیال ہو سکتا ہے اور بخشش چونکہ بخشش ہی ہے۔ کسی کے کسی قابل قدر خدمت کا معاوضہ نہیں ہے۔ بلکہ مفت اور بلا اُجرت اور کام کے خوشی سے دینے کا معاملہ ہے۔ اس میں سب سے بڑا کام محبت کا نظر آتا ہے۔ جسکے مقابلہ میں کوئی چیز روک کا باعث ہو نہیں سکتی۔

اس دنیا میں ایک عام اصول بنا ہوا نظر آتا ہے کہ جو جیسا کوئی شخص محنت اور کوشش کرتا ہے وہ اس کے مطابق بدلہ یا عوض پاتا ہے اور بموجب اپنی محنت اور سعی و کوشش کے ہر ایک شخص بدلے اور عوض کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ مگر چونکہ ہر ایک کام میں بہت کچھ محنت اور کوشش درکار ہے اور سب محنتی اور سرگرم نہیں ہوتے اکثر ناکام رہتے ہیں اور اس لئے کہ وہ مستحق نہیں ٹھہرتے وہ محروم رہتے ہیں۔

پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو بھی بعض وقت مہربان صاحب نعمت اور وقار لوگوں کی طرف سے کچھ بخشش مل جاتی ہو اور وہ اگرچہ اپنی محنت اور مشقت سے تو کچھ حاصل کر نہیں سکتے۔ پر بخشش کے طور پر مستفید ہو جاتے ہیں۔

انسان اور خدا کا معاملہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ چڑھ کر نظر آتا ہے۔ خدا نے انسان کو اپنی شکل اور صورت پر پیدا کر کے اُس کو عقل و ضمیر والا مخلوق بنا کر بڑی عجیب ذمہ واریوں کے پورے کرنے پر مقرر فرمایا تھا جنکے عمل اور فرمانبرداری پر اس کی بہتری اور بہبودی منحصر تھی اور اُن سے خلاف ورزی پر موجب عتاب اور سزا تھی۔ انسانوں میں افسوس ہے کہ کوئی بھی ایسا نہ نکلا کہ خدا کے احکام کی پوری تعمیل کر کے اس برکت عظمیٰ کو حاصل کرتا جس کی انسان کی روح کو نہ صرف ضرورت ہے یعنے نجات ابدی بلکہ شیطان نے اس کی راہ میں رخنہ ڈال دیا اور اُس کو خدا کی نظروں میں گرا دیا۔ اور وہ اپنے اعمال کے طریقے میں کسی برکت کے حاصل کرنے کا مستحق نہ ٹھہرا۔ بلکہ عذاب الٰہی کا حقدار بنا۔ اور ایسی مشکل حالت میں انسان کا مددگار خدا کا کلمہ جو شروع سے خدا کے ساتھ تھا غیر مستحق انسان کو از سر نو خدا کی نعمتوں کے مستحق بنانے کے لئے مجسم ہو کر دنیا میں آیا

اور اب ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ اخبار کے کالموں میں اسبات کو دکھلاویں کہ کس طرح سے بخشش کے طور پر اُس نے بنی آدم کو کھوئی ہوئی نعمتوں کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین نور افشاں کو اس سے بہت فائدہ پہونچیگا۔

آجکل چونکہ علم کے فوائد سے لوگ مستفید ہو کر اُس کے ذریعے سے ہر بات میں ترقی کر رہے ہیں اس لئے روز بروز علم کی قدر بڑھتی جاتی ہے اور اگرچہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ایسی کثرت سے ابھی تک یہاں نہیں ہیں جیسے کہ یورپ اور امریکہ ملکوں میں ہیں۔ مگر جو ہیں وہ اپنے خیالات اور ارادوں میں کسی طرح سے اُن ممالک کے لوگوں سے کم رہنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ اب تعلیم یافتہ گروہ اس جوش میں بھرا ہوا نظر آتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی ہماری اپنی یونیورسٹیاں قائم ہو جاویں۔ اور اس خواہش کے پورا کرنے کیلئے بڑے زور و شور سے روپیہ جمع کرنیکی کارروائی ہو رہی ہے۔ اور اُمید ہے کہ فوراً روپیہ کا سوال حل ہو جاویگا۔ مگر ہمارے خیال میں اگر تعلیم یافتہ گروہ سب سے اوّل اپنے ملک کے ناخواندہ لوگوں کو جنکا شمار ہزاروں اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں ہے پڑھنا سکھلانیکا انتظام کرتے تو یہ کام یونیورسٹیوں کے قائم کرنے کے بجائے نہایت بڑھ چڑھ کر ہوتا اگرچہ گورنمنٹ کا خیال ہمارے ملک کے ناخواندہ لوگوں کی طرف ہے۔ مگر جیسا چاہئے ویسا اب تک نہیں ہے۔ بلکہ مدرسوں کی فیسوں کے بہت زیادہ ہونے کے سبب سے بے شمار لوگ تحصیل علم کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور اس طرح ناخواندہ لوگوں کا شمار بجائے کم ہونے کے روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ ملک کی جہالت اس حال میں دور ہو سکتی ہے۔ جب کہ علم کی روشنی گھر گھر اور ہر ایک شخص تک پہونچ جائے ورنہ بے علمی اور جہالت نے تو اس ملک کو زمانوں سے گرا رکھا ہے

ہمعصر پرکاش مطبوعہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں "عیسیٰ خدا کا سچا عاشق تھا" کے عنوان سے ہمارے معزز پادری رلیا رام صاحب پاسٹر کلیسا شہر جالندھر کا خط جو انہوں نے ہمعصر کے ایک نوٹ پر بھیجا تھا شائع کیا ہے۔ جس میں پادری صاحب نے بعد حوالجات

کلام سے دکھایا ہے کہ خداوند یسوع مسیح خدا کا سچا عاشق تھا۔ کیونکہ مجسم ہو کر اُس نے انسانی صورت میں بنی آدم کا ضامن ہو کر عاشق صادق بنکر پوری فرمانبرداری کی اور گناہ کو خود محسوس کرنے سے پورے طور پر عاشق صادق ہونیکا ثبوت دیا۔ اور اُسکے پکارنے کی آواز یا محبوب کی کشش نظیر ٹھہرتی ہے۔ ہمعصر نے غلط کر شایع تو کر دیا لیکن نیچے ایک چھوٹا سا نوٹ بھی لکھ دیا کہ "ہمارا ہمارے نوٹ سے پادری صاحب کے ایک اور کاری زخم لگے ہم اُن کی چٹکی پر نوٹ دینے سے احتراز کرتے ہیں"۔ ہمعصر کو مناسب تو تھا کہ وہ اُس کا شافی جواب دیتے اور پادری صاحب کی تحریر پر اعتراض کر کے اُس کو قبول کرتے یا اس پر جواب الجواب لکھتے۔ مگر مندرجہ بالا نوٹ دے کر مضمون کو درج کرنا۔ اُنکی خوش اخلاقی پر دال ہے۔

اس خط کے اوپر جلی قلم سے "پرکاش کے پیرو" بھی عجیب رد فقدرہ فقرہ معلوم ہوتا ہے۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ سچ مچ مسیحی لوگ پریم کا برتاؤ سب کے ساتھ رکھتے ہیں۔ خواہ کسی کا اعتقادی مسئلہ کیسا ہی ہو اور وہ بڑی فروتنی سے انجیل کا مژدہ سب کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ محبت کا اظہار ہے۔

مسیحیوں کو نہایت ضروری ہے کہ ہر قسم کے کاموں میں کہ جن سے وہ اپنے آپکو دوسری اقوام کیساتھ حسب حال زمانہ کے ہم پلہ اور ہم رتبہ بنا سکیں ہر ایک اچھے کام میں حصہ لیں۔ بلکہ گوئے سبقت لیجاویں۔ ہم اس خبر کے پڑھنے سے جو ہمعصر کوکب نے مسٹر الہٰی بخش کی نسبت شایع کی ہے بڑے خوش ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے کراون پرنس آف جرمن کے کیمپ کا انتظام بڑی خوبی کے ساتھ کیا جبکہ پرنس موصوف حضور لفٹنٹ گورنر کے مہمان تھے۔ اس نیک خدمت کے عوض میں اُنکو میڈ انگلیل کے آرڈر کا تمغہ عنایت کیا گیا ہے۔ ہم اس کے لئے ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ جبکہ ہمارے نوجوان مسیحی اس طور پر اپنے کو لائق ثابت کریں اور اُن کی عزت افزائی ہو۔

جو تھوڑے میں ایماندار ہے اُسکو بہت دیا جائیگا۔

دوسروں کو خوش رکھنا اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لئے مثل ایک تالے کی چابی کے ہے کیونکہ جو دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش نہیں کرتا وہ خود خوش رہ نہیں سکتا۔ اس کا سبب یہ ہو کہ اس دنیا میں ایک دوسرے کیساتھ باہمی تعلق ایسا تعلق ہے کہ جس کا سلسلہ ایک زنجیر کی کڑیوں کی طرح جڑا ہوا ہے اور اگر انسان اپنے تعلقات کو قائم رکھنے کے لئے مجلس کے ضروری قاعدوں سے غافل رہیگا تو وہ خود خوشی کے بجائے قسم قسم کی تکلیفوں میں پڑیگا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیونکر دوسروں کو خوش کریں؟ اس کے جواب کے متعلق ہمعصر کوکب ہند نے اپنے ۳ فروری کے ایشو میں ذیل کا نوٹ لکھا ہے "ہم کیونکر دوسروں کو خوش کریں اور راضی رکھیں۔ وہبرٹ صاحب نے اپنی بیٹی کو لکھا میں تمھیں ایک بھید کی بات بتلانا چاہتا ہوں دوسروں کو خوش کرنے کی ترکیب یہی ہے کہ تم اُن پر ظاہر کریں کہ ہم اُن کی قدر کرتے ہیں۔ فلاں شخص کسی کی قدر نہ کرتا تھا کیونکہ اُس کی بھی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا کل دنیا بھی تم سے ایسا ہی سلوک کریگی اگر تم ایسا کرو گے۔ اس لئے ایسی چال چلو اور ہر ایک سے ایسا سلوک کرو تاکہ وہ جانیں کہ تم اُنکی قدر کرتے ہو۔ چھوٹی باتوں میں بھی اُن سے ادب و تہذیب کے ساتھ سلوک کرنے سے جو اس غرض سے نہ ہو دیں کہ لوگ اُن پر غور کریں حلیم اور محبت آمیز نگاہ سے دوسروں کی طرف نظر کرو کھیل میں ہو یا گھر سے ہو ہر حال میں یہ کوشش کرو کہ دوسرے ہم سے پہلے خوشی حاصل کریں"۔ لارڈ بیکن صاحب نے خوب فرمایا ہے کہ جب ایک شخص کسی اجنبی کے ساتھ خوش ادائی کیساتھ سلوک کرتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روئے زمین کا ایک باشندہ ہے۔ اور کہ اس کا دل مثل کسی ٹاپو کے نہیں ہے جو دوسری زمین سے بالکل علیحدہ ہے۔ لیکن ایک پُل عظیم ہے جو اُنہیں جوڑے ہوئے ہے"۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اس کی نسبت اپنی تعلیم میں کیسی اعلیٰ قسم کی نصیحت دی ہے کہ تم دوسروں سے ویسا کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے کریں۔ اس میں ایک ایسا راز چھپا ہوا ہے کہ جس پر عمل کرنے سے اپنی اور دوسروں کی خوشی اور خیر و عافیت منحصر ہے۔

ہمعصر امن مطبوعہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں اس کے ۱۰ صفحہ پر "محمد مسیح۔ دیانند" کا عنوان دیکر عجیب مقابلہ کیا گیا ہے جسکو پڑھکر ہمکو بڑا تعجب آتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کہاں تک راستی اور سچائی سے دور پڑے ہیں کہ بالکل خلاف بیانی سے غلط نتیجے نکالکر راست کو ناراست اور حق کو باطل کرنے کی بے جا کوشش کرتے ہیں۔ اُنکے فقرے یہ ہیں کہ مسیح نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی تھی کہ اگر کوئی تمھارے دائیں گال پر طمانچہ لگائے تو بائیں بھی اُس کی طرف پھیر دو۔ لیکن جب مسیح کی گرفتاری کا وارنٹ حاکم وقت کی طرف سے نکلا تو مسیح نے تلوار چلانیکا وعظ کیا"۔ اور پھر یہ لکھا ہے "مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب میں نے تمہیں بے بٹوے اور بے جھولی اور بے جوتیوں کے بھیجا تو تم کو کس چیز کی حاجت ہوئی اُنہوں نے کہا کسی کی نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا۔ لیکن اب جسکے پاس بٹوا ہو لیوے اور جھولی بھی اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچکر تلوار خریدے۔ اُنہوں نے کہا دیکھ اے خداوند یہاں دو تلواریں ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا یہی کافی ہیں۔۔۔۔۔ جب اُنہوں نے جو اسکے گرد تھے وہ حال جو ہونیوالا تھا دیکھا تو اُسے کہا اے خداوند اے خداوند کیا ہم تلوار چلاویں تب اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر کے تلوار لگائی اور اُس کا دہنا کان اُڑا دیا۔

تب یسوع نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے"۔

واقعات کو نہ سمجھکر ایڈیٹر صاحب سخت غلطی کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا بیان میں کہاں تلوار چلانے کا حکم یسوع مسیح نے دیا بلکہ دانستہ وہ فقرے کہ جہاں یسوع نے صاف منع کیا ہے ایڈیٹر صاحب نے چھوڑ دیے ہیں اور یہ فقرہ آخری "تب یسوع نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے"۔ مہربانی سے ایڈیٹر صاحب دکھلا دیں کہ کہاں لکھا ہے انجیل میں یہ فقرہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ کسی دوسرے وقت ہم دکھلا دینگے کہ خداوند یسوع نے جبر و ظلم اور قتل و خون کو کس طرح سے منع کیا ہے۔ نہ کہ وہ تلوار چلانے کا حکم دیتا۔ افسوس کہ خلاف بیان کرنے اور غلط واقعات دکھلانے سے۔ پرہیز نہیں کیا جاتا۔



اگرچہ تعلیمی کاموں میں سب سے پہلے مشنری صاحبان نے اپنی ہمت اور کوشش سے فیض پہونچانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی بلکہ جہاں مشنری صاحبان کا قدم مبارک گیا وہاں وہ اپنے ساتھ تعلیم کا سلسلہ برابر جاری رکھتے رہے اور سب سے پہلے اگر کوئی مدرسہ گاہ کہیں جاری ہوئی وہ مشنری صاحبان کی طرف سے ہی شروع ہوئی۔ پر آجکل دیگر اقوام نے اس ضروری کام میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اور اب بہت سے نیشنل سکول اور کالیجز بھی کھل گئے ہیں اور علم کا تمام قوموں میں یہاں تک زیادہ چرچہ پھیلا ہے کہ آجکل ہمارے پنجاب میں اپنی اپنی قوم کی علیحدہ علیحدہ یونیورسٹیاں بھی قائم ہونے لگی ہیں۔ جن کے لئے بڑے جوش و خروش کے ساتھ چندے جمع ہو رہے ہیں۔ اور جس سرگرمی کیساتھ کام شروع کیا گیا ہے۔ اُس سے اُمید پڑتی ہے کہ ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ مسلم یونیورسٹی کے لئے سر آغا خاں صاحب کی کوشش سے ۲۰ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے اور ہندو یونیورسٹی کے لئے بھی ۸ لاکھ روپیہ موجود ہے اور اُمید ہے۔ کہ جلد ہندو لوگ جو مسلمانوں سے زیادہ امیر ہیں۔ اب مسلمانوں کی ہمت دیکھکر ایک دم روپیہ اکٹھا کرینگے اور اس طرح سے مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی قائم ہو جاویگی۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں اب تعلیم کے لحاظ سے عروج کا زمانہ آرہا ہے۔ اور اگر قوموں کی کوشش ایسی ہی رہی تو وہ دن دور نہ ہوگا کہ ہم ملک میں سے جہالت کو بالکل اُٹھا ہوا دیکھیں گے۔

چین میں سرکاری انتظام پر ناراضی کے اظہار کا عجیب طریق رائج نکلا۔ اُس کی خبر انگریزی اخبار میں دیکھی گئی تھی۔ پس پچھلے دنوں بیہ ناگوار خبر مشہور ہوئی کہ فغفور چین نے قومی مجلس موقوف کردی ہے۔ اس بُری خبر کی ناراضی کے جوش میں بے اختیار ہو کر کہتے ہیں کہ ایک درجن طلباء نے چھروں سے اپنے بازو کاٹ ڈالے اور دیگر بہت لڑکوں نے اس غصہ میں اپنی انگلیاں کاٹکر پھینک دیں۔

(اخبار عام)

دینی سوال وجواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ایسے عباد الرحمٰن بننے کے لئے پکڑا تھا۔

اقول: کیوں نہ ہو جنگ و جدل اور کشت و خون کرنے میں بڑا رحم پایا جاتا ہے اور وہ جو اکیلے اور آنحضرت کے ساتھ جو لڑائیوں میں جاتے اور بہت سے لوگوں کو قتل کرتے تھے سب رحم کا کام تھا وہ اچھے عباد الرحمٰن تھے جو اپنے ہی عربی بھائیوں کو لوٹتے مارتے اور برباد کرتے تھے اور ایسا بننے کے لئے وہ اسلام کو اختیار کرتے تھے

قولہ۔ رحمٰن کی تعریف خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی مفصل ذیل آیات میں فرمائی ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

الآیۃ (فرقان ۷)

ترجمہ: یعنے رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان کو چھیڑنے کے لئے اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں اور اُن سے اعراض کرتے ہیں اور وہ اپنی راتیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔ اور وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے ٹالدے تحقیق اس کا عذاب لازم ہو جانے والا ہے۔ اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بری جگہ ہے اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو وہ بیجا طور پر خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ اس کے درمیان ایک معتدل راہ اختیار کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی کو معبود نہیں پکارتے اور نہ وہ کسی جان کو جسے خدائے تعالیٰ نے حرام کیا ہے ناحق قتل کرتے ہیں یہ اوصاف ہیں جو خدائے تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے بیان فرماتے ہیں۔

اقول: مندرجہ بالا قرآن کی آیت میں ذیل کی صفتیں خدا کے بندوں کی بتلائی گئی ہیں (۱) زمین پر آہستہ چلنے والے (۲) لوگوں کے جبر کرنے پر صبر کرنے والے (۳) خدا کے سوائے اور کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنے والے (۴) اعتدال پسند۔ کسی جان کو قتل نہ کرنے والے۔ پر اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان صفتوں کے مطابق اہل اسلام نے عمل بھی کیا ہے؟ واقعات تو بتا رہے ہیں کہ شروع ہی سے اسلام کا فرقان تمام باتوں کے برخلاف عمل کرتا رہا زمین پر آہستہ چلنا اسلام کے لئے کون کہہ سکتا ہے۔ تواریخ شاہد ہے کہ زمین پر اسلام کے پیراؤں نے ایسی تیز گامی دکھلائی ہے کہ بس تو بہ بھلی ہے جہاں دیکھو جنگ و جدل اور بڑھ چڑھکر سلطنتوں کا قائم کرنا اور ہر کام میں تیزی اور جلد بازی۔ اگر کوئی مسلمانوں کو صبر کرنے والا تواریخ سے ثابت کرے۔ تو وہ واقعات کو جھٹلانیوالا ٹھہریگا۔ خدا کی عبادت کے ساتھ رسول کی تابعداری اور مکہ و مدینے کی پرستش اور دیگر اماموں اور پیروں کی تعظیم عجیب نظارے ہیں جو اسلام میں نظر آتے ہیں۔ اعتدال اگر غور سے دیکھا جائے اہل اسلام میں بہت تھوڑا نظر آتا ہے۔ ہر امر میں آگے قدم رکھنا تو اہل اسلام کا فخر رہا ہے۔

قولہ۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شب و روز اسی کوشش میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح اس درجے تک پہونچ جاویں جو خدائے تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کے لئے مقرر کیا ہے۔

اقول۔ کوشش تو ضرور کرتے ہونگے۔ مگر واقعات دکھلا رہے ہیں کہ وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔ بلکہ اُن کے برعکس کارروائی کرتے رہے۔ عباد الرحمٰن کے بجائے جبر کرنیوالے ظاہر ہوئے۔ جیساکہ تواریخ بتلا رہی ہے۔ باقی آیندہ۔

اقتباس

کوئی دوسرا نام نہیں!

کوئی دوسرا نام نہیں! کوئی دوسرا نام نہیں!!!

چند ایک آدمی ایک اندھے آدمی کے اردگرد جمع تھے جو لندن شہر کے ایک نہر کے پل کے اوپر کھڑا لوگوں کے لئے اپنی انجیل کی ابھری ہوئی کتاب سے کچھ پڑھ کر سنا رہا تھا۔ اُن سے وہ جسمانی حاجات کے لئے حاصل کر رہا تھا اور اس کے عوض میں اُن کو روحانی نصیحتیں دے رہا تھا اور اعمال کی کتاب کے چوتھے باب میں سے وہ وہ مقام پڑھ رہا تھا جہاں لکھا ہے کہ کوئی دوسرا نام دیا نہیں گیا اور اتفاقاً پڑھتے پڑھتے وہ ورق اُلٹ گیا۔ اور اُس کو ٹھیک کرتے کرتے زبانی یہ الفاظ پڑھتا گیا "کوئی دوسرا نام نہیں" "کوئی دوسرا نام نہیں" "کوئی دوسرا نام نہیں" جبتک کہ اُس نے پھر وہ مقام نکال لیا۔ ایک جنٹلمین جس نے فی الحال دل کی تبدیلی پائی تھی۔ ان فقروں کو سنکر زیادہ موثر ہوا اور چونکہ یہ فقرے اُسکے دل پر ایسے موثر ہوئے کہ بجلی کا کام کر گئے اور اس کے ایمان کی بنیاد از حد مضبوط ہو گئی اور نجات دہندہ پر اس کا ایمان زیادہ اور زیادہ ہو گیا اور وہ اسوقت سے زیادہ برکت حاصل کر کے اس کا دل نجات کی شادمانی سے تر و تازہ ہو گیا۔ اور وہ اس وقت سے اس نام کی منادی کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ کیونکہ اُس کے دل پر عجیب صورت سے یہ بات نقش ہو گئی کہ کوئی دوسرا نام اس مبارک نام کے سوا دنیا کو دیا نہیں گیا جس سے کوئی بشر نجات پا سکے۔ اور اس مژدہ نجات بخش کے اعلان کی ضرورت اس کو زیادہ محسوس ہوئی۔ اور وہ اس کا مبشر ہوا۔

مراسلات

صلیب کا بہادر

اگر کوئی شخص صدوم اور عمورہ کی تصویر کھینچنی چاہے جس کے چوگرد زیتون کے خوشنما درخت اپنی ہری لیکن باریک پتیوں سے عمدہ منظر پیدا کر رہے ہوں۔ اور جس میں امرا عیش و عشرت کے مزے لوٹ رہے ہوں۔ اور نیک دل ایمان داروں پر ظلم و ستم کیا جاتا ہو تو وہ بیڈ فیلڈ کو دیکھے۔ کیونکہ اس کا یہی نقشہ ہے۔ بائیں طرف ایک مینار ہے جس کو رات کے وقت وہ عموماً روشن کرتے ہیں۔ اس غرض سے نہیں کہ کسی گمشدہ راہگیر کو رستہ نظر آئے یا یہاں آ کر پناہ لے۔ مگر اس غرض سے کہ وہ کسی کو اپنے قبضے میں کر لیں پھر جنگ میں مجبوراً لڑائیں یہاں تک کہ وہ بالکل اُن ہی کا ساتھ کر کے گروس فیلڈ کے رہنے والوں پر حملے کرتا رہے یا جاسوسی کا کام ادا کرے۔ یہ خانقاہ نیک دل لوگوں کے لئے مصیبت کا استھان تھا کیونکہ اس میں ہر ایک طرح کی بدی ہوتی تھی۔ اور جو کوئی اس جال میں پھنسے اُن کو بری طرح ذلیل کرتے تھے۔

جو نظارہ ہم اسوقت ناظرین کے آگے پیش کرتے ہیں وہ رات کا نظارہ ہے۔ مینار کی روشنی بہت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ خانقاہ میں اس وقت بالکل سکوت ہے۔ مگر ہاں کبھی کبھی کتوں کے بھونکنے کی آواز کان میں آ جاتی ہے۔ یا آبشاروں کی گڑگڑاہٹ سے دل سہم جاتا ہے۔

اس وقت بلوط کے گنجان درختوں کے درمیان دو آدمی کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ قد دونوں کا کشیدہ ہے مگر جسامت میں قدرے فرق ہے۔ یہ دونوں جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔ گمان غالب ہے کہ وہ کسی کے تعاقب میں ہیں۔ یا کوئی جاسوس ہیں۔ لیکن اُن کا انداز ہمیں اس خیال تک پہنچنے نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ نہایت ہی تکلیف کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔

قدیم زمانے میں یہ جگہ ایک بہشت بنی ہوئی تھی۔ جس میں قدرتی بہتے ہوئے ندی نالے اس کی زمین کو سیراب کرتے تھے۔ مگر ابلوس کے زیر حکومت میں یہی جگہ دوزخ کا نمونہ بن گئی۔ اس کی رونق بدی کی صورت میں بدل گئی۔ اور ظاہرا دنیاداروں کے لئے یہ ایک ایسا مسکن ہو گیا جس میں ان کی خواہشات جسمانی اچھی طرح پوری ہوتی رہیں۔ مگر جب ہوما کی آغاز سلطنت کے چند سال بعد ہیونی کنگ نے اس کے بہت سے حصوں پر قبضہ کر لیا تھا اور مفتوح قطعوں کا نام گروس فیلڈ رکھا گیا جس کا ذکر ہمارے اس ناول سے تعلق رکھتا ہے باقی ماندہ حصے جو ابھی تک ابلوس میں رہے اُن کا نام بیڈ فیلڈ پڑ گیا تھا۔

جس کا نظارہ ہم نے اس وقت ناظرین کے آگے پیش کیا ہے وہ یہی بیڈ فیلڈ ہے۔ جو کہ ایک طور سے ابلوس پایہ تخت کہلاتا ہے۔

موسم سرما میں یہ جگہ زیادہ تر دوزخ کا نمونہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں امرا ہر ایک طرح کی خرابی اور شراب کے نشے سے متوالے ہو کر سخت جرائم کے مرتکب بنجاتے ہیں۔ مگر ابلوس کے نزدیک یہ جرائم ایسے قبیح نہیں مانے جاتے جیسا کہ گروس فیلڈ کے اصول سانے ہوتے ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ لوگ ابلوس کی زیر حکومت رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں

اس تھوڑے بیان سے جو کہ بیڈ فیلڈ کے متعلق ہوا ہے ناظرین اس کی حقیقت کو سمجھ گئے ہونگے۔ اب ہم ان دونوں شخصوں کی گفتگو کی طرف اپنے ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں جو کہ اس اندھیری مگر خاموش رات میں کھڑے ہیں۔ جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔

پہلا شخص:۔ زیلوس کیا تم خیال کرتے ہو کہ تمام دنیا پر ہیونی کنگ حکومت کریگا۔

زیلوس۔ وائوشیش تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ ہمارا سردار ابلوس بھی خود متفکر ہے۔ اور جیسا معلوم ہوتا ہو کہ وہ گروس فیلڈ کے بہادروں سے ہراساں ہے۔ (باقی آئندہ)





فردوس مکانی۔ عدن آشیانی
جنت آرام گاہ۔ فردوس پائیگاہ
مرحوم ۔ مغفور
ڈاکٹر سموئیل مارٹن صاحب
مشنری سیالکوٹ

کئی ایک اصحاب نے مرحوم پادری مارٹن صاحب کا حال اخباروں میں تحریر فرمایا ہے۔ جو کسی قدر اُن کے حالات پر روشنی ڈالتا ہے۔ آج پادری ٹھاکر داس صاحب مرحوم یاد آتے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو کسی کو بھی لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بایوگرافی کے لکھنے کا پورا حق ادا کرتے۔ وہ لڑکپن سے ان کیساتھ رہے۔ اُن کیساتھ کام کیا۔ وہ اُن کی لیاقت قابلیت مسیحی مزاج خدمت کی سرگرمی سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔

مرحوم ڈاکٹر صاحب پرانے مشنریوں کی یادگار تھے۔ مشنری زندگی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ خدا نے اُن کو اور اُن کے کام کو منظور کیا اور بہت سی برکتیں عطا فرمائیں۔ قابل نمونہ بزرگ تھے۔ اب ایسے مشنری کہاں آتے ہیں۔ جب ہم بزرگ کلارک صاحب مرحوم۔ پادری نیوٹن صاحب مرحوم۔ پادری گارڈن صاحب مرحوم۔ اور پادری مارٹن صاحب مرحوم کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ مرحوم کسی زمانہ کے لوگ تھے۔ جن کی محنتوں کے پھل آج پنجاب میں خدا کا گھر (کلیسیا) اچھی صورت میں تعمیر ہوا ہے۔ سونے چاندی کی اینٹیں لگ گئے ہیں۔ اپنی دوڑ کو اچھی طرح پورا کر گئے ہیں۔ انہی آنکھوں سے اپنی محنتوں کا پھل دیکھ گئے ہیں۔ اب ہم جو ہیں۔ صرف اُن کی محنتوں کا پھل کھا رہے ہیں۔ برائے نام اُن کی محنتوں میں بھی شریک ہیں۔

مرحوم ڈاکٹر مارٹن عجیب مسیحی طبیعت کے آدمی تھے۔ خدا کاشکر ہو کہ عرصہ دراز تک خدا نے اُن کو ہمارے درمیان رکھا۔ اُن کا گزر جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ بلکہ تعجب یہ ہے کہ اس دراز مدت تک خدا نے اُن کو ہمارے درمیان رہنے دیا۔ اس کے نام کی حمد ہو۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم ڈاکٹر پادری گارڈن صاحب مرحوم کے ہمعصر تھے۔ دونوں نے عرصہ تک پنجاب میں خداوند کی خدمت کی اور اب دونوں خداوند کے حضور شادمان اور مسرور ہیں۔ اور خداوند سے اپنے واسطے ویلکم قبولیت کے یہ الفاظ سنکر اُس کی حضوری میں خوش و خرم ہیں۔

اے دیانتدار نوکر شاباش۔ تو تھوڑے میں
دیانتدار نکلا میں تجھے بہت چیزوں کا
مختار کروں گا۔ میری خوشی میں شامل ہو
ہلیلویاہ۔

ڈاکٹر مارٹن صاحب مرحوم ہی پہلے مشنری تھے جنہوں نے پنجاب میں پنچ لوگوں کے درمیان کام شروع کیا۔ اُس وقت لوگوں نے اور مشنریوں نے اُن کی مخالفت کی مگر انہوں نے مطلق کسی کی پرواہ نہیں کی۔ لوگ ٹھٹھے سے اُن کو چوہڑیاں والا پادری کہا کرتے تھے۔ بہت لوگ اُن کو بابائے شاہ (دھیڑوں کا معبود) کا خطاب بھی دیتے تھے۔ وہ مسکرا چھوڑتے تھے۔ قہقہہ مار کر ہنسنا اُن کی طبیعت میں داخل نہ تھا کیسی ہی ہنسی کی بات ہو وہ دانتوں میں ہنس چھوڑتے تھے۔ چہرہ مسکراتا رہتا تھا۔ غیرت کا غصہ اُن میں تھا۔ مگر دشمنی اُن کی ذات میں نہ تھی۔ اپنی کلیسیا کے اصولوں کے واسطے بہت غیرتمند تھے۔ مگر دوسری کلیسیاؤں کے مسیحیوں کو وہ حقیر نہ سمجھتے تھے۔ سب کی عزت کرتے تھے۔ وہ نیچی ذات کے چھوٹے فرق کو ہیچ سمجھتے تھے۔ آج خدا کے فضل سے یو۔ پی چرچ کی جو رونق ہے۔ وہ اُسی بزرگ کی محنتوں کا پھل ہے اگرچہ اوّل اوّل مشنریوں نے اور دوسرے چرچ والوں نے اُن کی خدمت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر آخرکار اُن کی تقلید کرنی پڑی۔ یہ خدا کا کام تھا۔ اُس کو منظور تھا۔ کہ پنچ قومیں بلند کی جاویں اور اُس نے اس خدمت کے واسطے ڈاکٹر مارٹن کو چن لیا تھا۔ اور اُس کو یہ درسہ دیا تھا کہ آخر کن اُس کے کام کی شاخیں پھوٹ نکلیں۔

ڈاکٹر مارٹن بے ریا مشنری تھے۔ موجودہ زمانہ کی مشنری پالیسی کے مخالف تھے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ مجھے اُن سے (دو برس سال بیمار پڑنے سے پہلے سال) ملنے کا موقعہ ہوا۔ میں اُن سے مشن کے متعلق مشنری پالیسی کا ذکر کیا۔ ڈاکٹر اور صاحب پرانے مشنری بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کہا کہ آجکل کے جوان مشنری اپنی علمیت اور پالیسی پر چلتے ہیں۔ وہ کسی کی سنتے نہیں اس لئے اکثر خرابیاں اور دیسیوں پردیسیوں میں شکر رنجیاں پیدا ہوتی ہیں۔

وہ بغیر لحاظ غریب امیر کے دیسیوں کو پیار کرتے تھے۔ غریب مسیحیوں کی نادانیاں دیکھ کر مسکرا چھوڑتے تھے۔ حقارت نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم تحصیل علاقہ ظفروال میں دورے پر تھے۔ ڈاک بنگلے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ سخت سردی تھی۔ بارش ہو رہی تھی۔ ایک غریب مسیحی (دہتروں میں سے) اُن کے ملنے کو گیا۔ اس کو اندر بلا لیا اور انگیٹھی کے سامنے اپنے پاس بٹھلایا۔ خانساماں کو حکم دیا کہ چاء بنا کر لاوے۔ گرم چاء تیار کر کے اُس مسیحی کو دی۔ اس نے پی لی اور پیالے میں جو نیچے پتی بچی اُسکو بھی چبا گیا۔ ڈاکٹر صاحب دیکھتے اور مسکراتے تھے مگر اُس کو کچھ نہیں کہا۔ پادری عیسیٰ بھیمن پاس بیٹھے تھے۔ وہ خوب ہنسے۔ مگر صاحب موصوف نے ذرا حقارت نہیں کی۔ اصل میں یہ مسخری پادری عیسیٰ بھیمن ہی نے کی تھی۔ جب وہ چاء پی چکا اور پتی نیچے دیکھی تو آہستہ پادری عیسیٰ بھیمن سے پوچھتا ہے کہ اس کو کیا کروں۔ اس نے کہا کھا جا۔ وہ بیچارہ چاء پینا کیا جانے۔ کھا گیا۔

ایک دفعہ پریسبٹری کا جلسہ سیالکوٹ میں تھا۔ ان غریب بھائیوں میں سے بھی ایلڈر موجود تھے۔ ڈاکٹر مارٹن صاحب چیرمین تھے۔ ممبران کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب یا ڈاکٹر مارٹن صاحب نے جو فرمایا ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ کسی ممبر نے دیسی (اعلیٰ قوم میں سے) پادری نے ان غریب ایلڈروں کو چپکے سے سمجھایا۔ کہ جب ہم پریسبٹری میں بیٹھتے ہیں۔



توسب برابر ہوتے ہیں۔ اور بھائی ہیں۔ صاحب مت کہا کرو۔ بھائی کہا کرو۔ پھر کیا تھا بات بات پہ بلینڈ کھڑے ہوتے اور کہتے ہیں کہ بھائی مارٹن دسی گل دا ساٹوں پتہ نہیں بھائی مارٹن۔ بھائی مارٹن ہونے لگ گئی۔ مرحوم مسکراتے تھے۔ اور کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس کو فخر سمجھتے تھے کہ دیسی مجھے اپنا بھائی جانتے ہیں

غرض کہ مرحوم ہر بات میں قابل نمونہ تھے۔ خاصکر زمانہ موجودہ کے مشنریوں کے واسطے۔

ریاضی میں اعلیٰ لیاقت رکھتے۔ اکثر مشن ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ریاضی کی مشکل سوالات اُن سے حل کروایا کرتے تھے۔

علم الہٰی کے اچھے اُستاد تھے۔ مجھے بھی اُن سے تلمذ کا فخر حاصل ہے۔ کلیسیا کی تواریخ کے اعلیٰ مورخ تھے۔

اُن کی زندگی خاموش زندگی تھی۔ اور کام کی زندگی تھی شور مچانیوالی زندگی نہ تھی۔ چپ چاپ کام کئے جاتے تھے۔

وہ اپنی دوڑ کو تمام کرکے آرام میں داخل ہوئے۔

ہمیشہ واعظ نے مختصر وعظ کیا کرتے تھے فضول تقریریں نہیں کیا کرتے تھے مطلب کی باتیں اور مفید ساز بیان کیا کرتے تھے کلام کے سمندر میں گہرا غوطہ لگا کر نکلتے کاشکہ ہمارے مشنری صاحبان اُن کی علمی تبحر۔ خاکساری۔ فروتنی اور نیک مزاجی کا نمونہ لیویں۔ اُمید ہے کہ اُن کے بیٹے اُن کے نیک نمونہ کی پیروی کرکے آپ کو مرحوم سموئیل کا سچا جانشین ثابت کرینگے۔ خداوند برکت دیوے۔

راقم ایک دور افتادہ مسیحی۔

فروری ۲۰ کو ارجنٹائن میں ایسٹرن ریلوے کے ملازموں نے یکایک کام بند کر دیا ہے کیونکہ ریل کے افسروں نے دو ملازموں کو برخاست کر دیا تھا کام بند ہو جانے کے سبب سے تمام مال گودام اور اسٹیشن وغیرہ مال سے خالی ہیں سمندر کے ساحل پر جہاز کھڑے ہوتے ہیں مال و اسباب کے انبار لگے ہوئے ہیں لیکن کوئی ملازم نظر نہیں آتا ہوا سکو دشمنانکی مدد ہیں مسافروں کی آمد و رفت میں ابھی کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے گو کہ اسٹیشنوں پر کشمکش

شہر خموشاں

۱۔ اس قبرستان کے پُر حسرت سنّاٹے اور شہر خموشاں کے غضبناک سکوت میں بلا کا اثر ہوا کرتا ہے۔ اس کا خوفناک نظارہ اور سنسان سین ہر دیکھنے والے کے دل میں یاس و حسرت کے خیالات پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کیسا ہی خوشی پسند اور مسرور دل اپنے ساتھ لائے اور خواہ اُس کو رنج و غم سے کتنی ہی نفرت کیوں نہ ہو یہاں آتے ہی ہر ایک قسم کی بشاشت پر مایوسیوں کی گھٹا اس طرح چھا جاتی ہے جس طرح سیاہ بادل جہان کے روشن کرنے والے آفتاب کے نورانی چہرہ کو چھپا لیتا ہے۔ دل میں کیسی ہی حسرت کیوں نہ ہو مگر یہاں داخل ہوتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوشی جس کا خوشگوار اثر دل و دماغ کو تقویت بخش رہا تھا محض ایک خواب تھی جس کے دلچسپ اور فرحت افزا مزے صرف اسی وقت تھے جب تک یہ بھیانک اور مایوسانہ نظارہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا

۲۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر بے کسی اور مایوسی کی مجسم تصویر کہیں نظر آسکتی ہے تو وہ یہی شہر خموشاں ہے جس کی حسرتناک وضع نے اِردگرد کی چیزوں میں بھی یاس و حرمان کا اثر پیدا کر دیا ہے یہاں کی ہر ایک شے پر ایک خاص قسم کی وحشت برستی ہے اور بھیانک پن ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہوا جو کبھی صبا اور کبھی نسیم بنکر نہایت مستانہ روی سے چلا کرتی ہے اور اپنی تروتازگی سے پھولوں کی خوشنمائی اور شادابی اور اُن کے حُسن کو دوبالا کرتی ہے۔ اُن کی خوشبو کو ہر طرف پھیلا کے سیر کرنے والوں کے دماغوں کو معطر کر دیا کرتی ہے یہاں اُس کی رفتار میں غمگینی کی شان اور دلگیر ادا پائی جاتی ہے کہ یہ وحشتناک نظارہ پہلے سے زیادہ ہولناک ہو جاتا ہے۔ خوش آہنگ پرندوں کے دلکش نغمے اکثر انسان کے دل میں خوشی اور مسرت کے آثار پیدا کرکے اُس کو بیخود کر دیا کرتے ہیں۔ مگر اس جگہ وہ بھی کچھ ایسی آواز اور اس طریقے سے مرثیہ خوانی کرتے ہیں کہ آنکھوں کے سامنے حرماں نصیبوں اور زمانہ بھر کی بدقسمتیوں کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ انسان چاہے کتنی ہی کوشش کرے کہ غمگین نہ ہو مگر یہاں کا حسرتناک سین اُس کو پریشان کئے بغیر ہرگز چھوڑتا نہیں۔

۳۔ شہر خموشاں کا منظر خواہ کیسا ہی بھیانک اور وحشتناک ہو آسمان کا حسرت مندانہ چہرہ اور حدِ نظر تک پھیلے ہوئے چٹیل میدانوں کا سنسان سین خواہ کیسا ہی ڈراونا ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہاں کا سنسان منظر اس قابل ہے کہ دنیا کے ستائے ہوؤں کے دل میں عبرت کا خیال پیدا کر دے یہی وہ جگہ ہے جہاں ہمارے دل میں دنیا کی بے ثباتی اور اپنی چند روزہ زندگی کی بیوفائی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ ساکنانِ شہر عدم کا مسلسل اور دل کو پریشان کر دینے والا سکوت ہر ایک گزرنے والے سے زبانِ حال سے کہتا ہے کہ ایک دن تمہیں بھی آنا ہوگا۔ اب خواہ کیسے ہی عالیشان محلوں میں رہو۔ آخر تمہارا نازک بدن اس زمین کی خاک میں ملکر خاک ہو جائیگا۔

۴۔ آہ کیا اس شہر خموشاں میں جاکر ہم بسیں گے؟ کیا ایسی ہی کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں ہمارا بسیرا ہوگا؟ کیا ہم بھی ایسے بے خبر پڑے ہونگے کہ لوگ ہماری چھاتی پر کھڑے ہوں اور ہم کروٹ نہ لیں؟ کیا ہم ایسے مجبور ہونگے کہ جانور ہمیں پاؤں تلے روندیں اور ہم اُنہیں الگ نہ کر سکیں؟ معلوم ہو گیا کہ نہ تو ہم ہی کچھ چیز ہیں اور نہ کچھ ہماری ہستی۔ ہم مٹی ہیں اور مٹی میں مل جائینگے جب تک زندگی ہے سب کچھ ہے۔ جہاں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی پھر کچھ بھی نہیں۔ تو آؤ ہم ایسی نیکی کے کام کریں کہ جب ہم نہ ہوں تو ہمارے نیکی کے کارناموں سے ہمارا نام اس دنیا میں باقی رہے!

پیارے لال شاکر (میرٹھی)

اس یادگار کے واسطے جو تمام ہندوستان کی طرف سے بادشاہ ایڈورڈ مرحوم کی یادگاری میں قایم کیا جاویگا ۴۰،۲۰۰۰۰ روپیہ جمع ہو گئے ہیں +

افغان سوداگروں کی دستبُرد

صوبجات آگرہ و اودھ و بنگال کی طرف سے یہ عام شکایت ہے کہ افغان کم پوزیشن کے لوگ عوام الناس کے ہاتھوں میں قرضہ پر اشیا فروخت کر کے دیکر کچھ عرصہ کے بعد اُن سے بزور وحیلہ اُن کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بہت دفعہ وصول کرنے وقت جنگ وجدل وبلوہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ ایسے خونخواروں وجاہل لوگوں کو اپنے رعایا کے ساتھ ایسے سلوک ہوتے دیکھکر گورنمنٹ کا فری ٹریڈ کے مسئلہ کو زیب دینا خوب نہیں۔ اس طرز سے انتظام ملک میں بہت خلل پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ افغانوں کو اس طرح کھلی آزادی دینا اور تجارت کے بہانہ سے اپنے لوگوں کو خراب کروانا خوب بات نہیں۔ یہی لوگ یہاں سے اسلحہ بندوق وتلوار سرکاری چھاونیوں سے چورا کر لے جاتے ہیں۔ اور کئی دفعہ دیہات کے بدمعاشوں سے مل ملا کر امیروں کو بذریعہ قزاقی۔ نقب زنی کے اور ڈاکہ مار کر چلتے بنتے ہیں۔ آجکل یہ لوگ ضلع جہلم کے اندر تحصیل چکوال کے علاقہ میں ہیں۔ عوام غربا کو نیلامی کے کوٹ اور واسکٹ شہروں سے خرید کر کے ادھار تقسیم کر رہے ہیں۔ چند دنوں کے بعد پھر وہ ان سے وصول کرنے کے لئے بھی آوینگے۔ اگر کسی نے بروقت مطالبہ کے قیمت نہ دی تو لوٹ مار پر اُتر آوینگے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع جہلم کو معرفت پولیس کے ان کے کارناموں کو دیکھ بھال کر لینا چاہیے۔ تاکہ کسی وقت بلوے اور فساد کر کے رعایا اور گورنمنٹ کے آرام میں خلل انداز نہ ہوں۔ ہم نے قبل از وقت اس خرابی کی اطلاع کر دی ہے۔

(راقم - نامہ نگار)

فارس کے ذیہا اخراجات کو دو ارمینیوں نے قتل کر ڈالا جو اب تک پکڑے نہیں گئے ہیں۔

حقیقی اور سچی خوشی

انسان کو دنیاوی خوشیوں پر مائل نہ ہونا چاہیے۔ جو طرح طرح کے دھوکے دیتی ہیں۔ شادی بیاہ کی خوشیاں اور ان پر فضول اخراجات چند روزہ کی خوشیاں ہیں۔ انجام ان کا تباہی ہوتا ہی مگر آدمی کو راہ نجات معلوم کر کے دینداری میں سرگرم اور مگن رہنا اصلی اور سچی خوشی ہوتی ہے۔ جس کی طلب میں کوئی زور شور ایسی سعی نہیں کرتا۔ جیسے دنیاوی نمود کی خوشی اور بے اصل راحت کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جب کہا گیا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے تو اس کی خوشی کی انتہا معدوم ہے۔ اس واسطے گناہوں سے بچنے کا راستہ معلوم کرنا اور صادق لوگوں کی سی زندگی بسر کرنا اور آئندہ کی خیریت مانگنا۔ ابدی راحت ہے کسی کا گھر لوٹنے سے خوشی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ کسی کا اُجڑا ہوا گھر بساتے اور دینداری کی تعلیم سے خوشی کرنی چاہیے۔ جس سے اللہ تعالے خوش ہوتا ہے وہی ابدی اور اصل خوشی ہے۔ دنیاوی مال ودولت کو چور لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ لیکن خدا پرستی اور راہ راست کی دولت مندی کو کوئی لوٹ نہیں سکتا۔ اس واسطے آدمی کو درکار ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشی اور اپنی راحت کے لئے جو راہ نجات حاصل کرنے سے ملتی ہو کبھی بھولنا نہ چاہیے۔ اور اس خوشی کے حاصل کرنے میں جہاں تک ہو سکے رات دن محو ہو کر دنیا و مافیہا کے دھندوں سے گریز کرنا چاہیے۔ جن کی راحتیں ناپائیدار اور سچی کہلانے کی مستحق نہیں۔

(راقم ایک راہ حق کا طالب)

باشندگان بار قدیم

پنجاب کے دوآبہ رچنا میں ایک وسیع قطعہ ارض بار قدیم کے نام سے کہلاتا ہے۔ اگرچہ نہر چناب کی آبادی نے بار قدیم کے ڈھنگ کو بہ کمیا گلستان چمن کی مثال بنا دیا ہے اور ضرب دیلی تمدن ڈاک اور رونق انسان سے پیرس اور لنڈن کا سماں باندھ دیا ہے۔ مگر تاہم پنجاب کے دیگر علاقہ جات اور اضلاع کے بسنے والے اس قطعہ ارض کو اب تک بار ہی کہتے ہیں اور یہ قطعہ ارض زیادہ تر گوجرانوالہ لاہور۔ منٹگمری اور جھنگ کے اضلاع کا کچھ کچھ حصہ ہے۔ ان میں سے جھنگ کا تقریباً تمام حصہ بار قدیم میں شامل ہے۔ یہاں کے اصلی باشندے سے سچاوے یا جانگلی کہلاتے ہیں۔ نہر کی آبادی سے پیشتر یہ لوگ اس طرح رہتے بستے تھے کہ جہاں زیادہ پانی ملا وہاں ہی ایک [illegible] بعض بعض جگہوں میں اکثروں کی مستقل رہائش بھی تھی۔ اس وقت کھیتی باڑی کا مطلق اُن میں شوق نہ تھا۔ شاذو نادر کبھی کچھ بو تا در کاٹتے تھے۔ وہ بھی بارانی طور پر اگر بارش ہوئی خیر ورنہ بہرگیر صورت مویشی رکھنا اور بیچنا اور چرانا اُن کا مقدم پیشہ تھا۔ چنانچہ اب بھی جہاں زیادہ تر یہ لوگ آباد ہیں وہاں [illegible] کے ریوڑ گائے اور بھینسوں کے چراگاہوں میں چرتے نظر آتے ہیں۔ دودھ۔ دہی اور چھاچھ مکھن اُن کی من بھاتی خوراک ہو۔ نہر کی آبادی سے پہلے اصلی اناج فصل گندم جو کبھی سال میں شاید ہی کسی نے ایک یا دو دفعہ دیکھا ہو۔ ہاں غالباً باجرہ اُن کی خوراک حسنہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اب بھی باوجود اس کے کہ بار کی گندم امریکہ یورپ اور غیر مزروعہ ممالک کو نہال کر رہی ہے۔ تس پر بھی ان کے کھیتوں میں باجرہ شریف ہی سنہری بہاریں جھوم رہا ہے۔ علاوہ ازیں وان کا پھل پیلوں وکریل کا پھل ڈیلے ان بچاروں کے کشمیری تاکستان تھے۔ پھلوں کے موسم میں مرد عورتیں اور بچے صبح سے تمام دن پھل خوری ہی میں مصروف رہتے تھے اور کچھ کھا کر گھروں میں رکھ چھوڑتے۔ اور جب ضرورت پڑتی دودھ میں ملا کر نوش جان کرتے۔ مگر افسوس ہے کہ نئی آبادیوں نے اصلی درختوں کی جڑ کو بنیاد سے اُکھیڑ دیا ہے۔ اور اُن کی جگہ کیکر شیشم اور دیسی تاکیں لہرا رہی ہیں۔ اور بے چارے پیلوں ٹینٹووں کے عادی ٹھنڈی سانس بھر رہے ہیں۔ پر شکر ہے کہ اب وہ نرم نرم چپاتیاں اور ماش مونگ۔ مسور اور چاول اور طرح طرح کی عمدہ خوراک کا ذائقہ اٹھا رہے ہیں۔ پہلے تو ان لوگوں کی پوشاک بالکل سیدھی سادھی اور بے ڈھنگی اور بے وضع تھی۔

آدمی سر پر سلاریاں باندھتے اور کمر میں صرف معمولی چادر پہنتے تھے اور عورتیں کرتی چادروں کے علاوہ صرف چھاتی ڈھانکتی تھیں۔ اب وہ بزازوں کی دوکان پر بیٹھے خاصے ململ نینو دریش کھٹی اور لسر کا بھاؤ دریافت کرنے میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے قبائل یہ ہیں بھیال پنڈہ بیجی۔ داگے۔ کوکارے۔ کھرل۔ دوگھہ۔ مارڑ۔ ٹوگارہ ہنجبر۔ تارے۔ مجار وغیرہ۔ صغیر سنی کی شادی ان میں امر معیوب ہے۔ کامل بلوغت میں بیاہ شادیوں کا نام لیتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے ان کی اولاد مضبوط دراز قد قوی جسم زور آور اور بہادر ہوتی ہے چوری اور سرقہ بازی ان کو باپ دادوں سے ورثہ میں ملی ہوئی ہے۔ آبادی سے پہلے تو یہ لوگ دیس میں جاکر چوری کرتے اسمبری اور ڈاکہ زنی کرتے اور گائے بھینس اسپان چرا لاتے تھے۔ رستے لوٹتے تھے۔

کیا مجال کہ دیسی کا کوئی آدمی نیرے گزر جائے۔ انگریزی کارستانیاں ان کے کان میں جوں نہیں مارتی۔ قید اور جرمانہ ان کی نظر میں نامردوں کی کھیل ہے۔ آج قید بھگت کر جیل خانہ سے ذرا باہر آئے کل جھٹ کسی کی بھینس یا گائے یا بیل اور گھوڑی اڑا لی اور چپت کر گئے۔ کہتے ہیں کہ جب تک جوان ایک دفعہ چوری نہ کرے وہ پگڑی نہیں باندھتے۔ ہماری سرکار عالی اقبال نے بذریعہ نہر چناب تمام بار کو آباد کر دیا ہے۔ اور اضلاع دیس کے زمینداران کو لاکر یہاں آباد کر دیا ہے۔ مگر بمصداق کتے کو ہڈی کا ذائقہ بچاوے باوجود اتنی خوشحالی کے اس زمانہ میں بھی آبادکار کے لئے وبال جان ہیں۔ تمام دیسی ان کے ہاتھ سے تنگ ہیں۔ اندھیری راتیں ان کے لئے گویا کام ہے پہلے تو صرف مویشی چراتے تھے۔ مگر اب وہ سیندھ لگانے زیور اتارنے۔ اناج توڑنے میں بھی آنکھوں میں پانی ڈال جاتے ہیں۔ اکثر لوگ شاکی ہیں کہ پولیس ان سے ملی جلی ہوتی ہے۔ اگر یہ بات سچ نہ بھی ہو تو بھی یہ لوگ پولیس تھانہ تحصیل کی پرواہ بھی کیا کرتے ہیں۔ انگریزی راج انہوں کو راہ حق پر لے آوے تو لگے وے۔ ان نامرادوں کو کسی علاوی

کی کیا پرواہ؟ سچ ہے یہاں سرقہ اور چوری کا علاج ابھی تک سرکار کو بھی نہ ہوا۔ سینکڑوں دفعہ قید کر دو وہ چوری نہیں چھوڑتے ہزاروں کی ضمانتیں کرو وہ باز نہیں آتے۔ کتنا دھمکاؤ وہ نہیں ٹلینگے۔ ہاں اگر ایک مبارات کی طرح ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۹ کے قید کی بجائے جلاوطن یا پھانسی دی جائے تو شاید کچھ مرض سرقہ کم ہو جائے۔ ہماری سرکار عالی جاہ کی خاص طور سے یہاں توجہ کی درکار ہے۔ اور جس طرح بڑے جماعت سے محال اموات گورنمنٹ عالیہ کے فیض معدلت میں احسان ہوئے تو کیا یہ بھی بات ہے کہ یہاں سرقہ بازی کا انسداد کرا ہو۔ فقط

پادری برکت علی۔ رسول پور۔

ہدایات بابت مرض سل

(۱) مرض سل ایک متعدی مرض ہے۔ خاص کر خشک شدہ بلغم کی دھول کے ذریعہ سے ایک شخص سے دوسرے شخص میں سرایت کر جاتا ہے۔ جس میں کہ اس مرض کا کرم موجود رہتا ہے اس کی حفاظت کے لئے کہ دوسرے میں سرایت نہ کرے۔ مرض سل والے کو لازم ہے کہ مکان کے فرش یا دیوار پر ہرگز نہ تھوکے اور باہر زمین پر تھوکنا اچھا نہیں ہے۔

اگر مریض کو بلغم زیادہ نکلتا ہو تو اس کے لئے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی جیب میں دانی تھوکل اپنے ساتھ ہر وقت رکھے جس میں کہ ہر وقت تھوکتا رہے۔ جب بلغم نکلے لیکن اس میں کاربولک ڈسن یہیے تو کاڈالنا چاہئے۔ اگر بلغم کم نکلتا ہے تو مریض کو چاہئے کہ رقم کا قند کا رومال استعمال کرے جو کہ ہر شام کو جلایا جاوے۔ بلغم کو نگلنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ اس سے معدہ اور انتڑیوں میں مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲) **بابت خفتگی یا نیند**۔ مریض کو ہمیشہ علیحدہ بستر میں سونا چاہئے کسی دوسرے شخص کے پاس نہیں سونا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ تندرست آدمی جو کہ مریض کے ساتھ کمرہ میں سووے مرض لگ سکتا ہے۔ کمرہ کی کھڑکیاں کھلی رکھنی چاہئیں

جاڑے کے موسم میں بھی تقریباً ایک مربع فٹ رات کے وقت کھلی رکھنی چاہئیں۔ ایک بہتر میں ہوا سے بچکے سونا چاہئے

(۳) **بستر**۔ مریض زیادہ بستر استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن مریض کو چاہئے منہ اور ناک بالکل ڈھانکنا نہیں چاہئے۔ سل کے مریض کو اپنا خاص بستر ہونا چاہئے اور کسی دوسرے شخص کو سل کے مریض کے کمبل یا رضائی استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ اچھی طرح سے کسی دھوپ میں سینگاہ دوائی سے صاف نہ کئے جاویں۔

(۴) **جائے خفتگی**۔ سونے کا کمرہ مکان کے اس حصہ میں ہونا چاہئے۔ جس میں کہ سورج یا دھوپ اچھی طرح سے پڑتے۔ جس میں اچھی کھڑکیاں اور روشندان ہوں جن کے ذریعہ ہوا اچھی طرح سے اندر داخل ہوسکے اور ہوا کی آمد و رفت اچھی طرح سے ہووے۔

(۵) **فرش و دیوار**۔ کمرہ کا فرش گرد و دھول نمی سے بالکل صاف ہونا چاہئے۔ اگر فرش سیمنٹ کا ہو تو بہت اچھا ہے بہتر اس سے کہ کوئی تندرست آدمی سل کے مریض کا کمرہ استعمال کرنا چاہے تو لازم ہے کہ پہلے اس کمرہ کی دیواروں پر سفیدی یا کوئی رنگ پھر اجارے بلکہ سارے کمرہ کو اچھی طرح سے صاف کرنا چاہئے۔ رضائی دری وغیرہ کو بھی تب استعمال کے لائق ہے۔

(۶) **ہوا**۔ تازہ اور صاف ہوا پھیپھڑوں کی خوراک ہے اور کمرہ میں ہوا کی آمد و رفت بہت ضروری بات ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ سرد ہوا سے نقصان پہونچے۔ اور مریض سمندر کے کنارے کی جگہوں میں جہاں سیلان کی ہوا سے نقصان تصور کیا جاتا ہے

(۷) **بوقت دن**۔ جہاں تک ممکن ہو کے دن کا وقت باہر کھلی ہوا میں کاٹنا بہت اچھا ہے۔ ایک کھلا ہوا برآمدہ جو کہ ہوا اور گرد اور نمی سے محفوظ ہو بیٹھنے کے لئے بہت اچھا ہے

(۸) **ورزش**۔ اگر مریض کا بخار ۹۹ درجہ سے اوپر نہ ہو تو مریض کو روزانہ ہلکی ورزش کرنی چاہئے اگر زیادہ کمزور ہے یہاں تک کہ چلنا پھرنا محال ہے تو مریض کو آدھ گھنٹہ روزانہ صبح اور شام مالش کرنی چاہئے اور ورزش روزانہ ہلکی ایک یا آدھ گھنٹہ کرنی چاہئے۔ اگر درمیان میں تھک جاوے تو آرام کرے



اگر بخار۔ ۱۰۰ درجہ تک ہو اور مریض کے جسم پیچ میں تو اس وقت آرام کرنا بہت اچھا ہے۔ اور مالش سنجانے سے پہلے پیٹرنے کے کرنی چاہئے۔

(۹) **لباس**۔ موسم کے لحاظ سے کپڑا پہننا چاہئے۔ فلالین کُرتی یا سوتی فلالین یا سوراخ دار بنا ہوا گرم کپڑا جسم کے ساتھ پہننا بہت اچھا ہے۔ بہت موٹے یا زیادہ کپڑے پہننا مثلاً چمڑے کی واسکٹ یا موٹے گلوبند یا مفلر اچھا نہیں ہے۔ پاؤں کو گرم رکھنا چاہئے۔

(۱۰) **غسل**۔ گرم یا ٹھنڈے پانی سے روزانہ غسل کرنا چاہئے۔

(۱۱) **کام** ابتدائے مرض سل میں جبکہ بخار نہیں ہوتا۔ بلکہ تھوڑی کھانسی ہوتی ہے۔ کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہئے۔ لیکن اندھیرے کمرہ یا گرد و غبار والی فیکٹری میں بالکل کام نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۲) **خوراک**۔ منشی اشیائے یا تمباکو کا استعمال اچھا نہیں ہے۔ مریض کے لئے مضر ہے۔ اگر خاص کھانے یعنے صبح و شام کے۔ یعنے صبح کا کھانا بوقت دس بجے اور شام کا کھانا بوقت ۵ بجے کھائے جاویں (یا جو ہندوستانی طریقہ ہے) تو دو اور ہلکی خوراک ان دو خاص کھانوں کے پہلے کھانی چاہئیں۔ پہلی خوراک جبکہ فجر سات بجے آدھ سیر دودھ پی لینا اچھا ہے لیکن دودھ کو استعمال کرنے سے پہلے خوب ابال لینا چاہئے۔ دوسری خوراک ۲ بجے دودھ چاء کے ساتھ اور روٹی اور بسکٹ بھی۔

(۱۳) **غذا**۔ مقوی اور زیادہ کھانی چاہئے۔ چکنا بہت مفید ہے۔ اور مکھن بھی جو کہ لاجواب ہے۔ ہندوستان کے بعض جگہوں کے دودھ میں کافی اجزا ملائی کے نہیں ہوتے ہیں کیونکہ دودھ بیچنے والے اکثر دودھ میں پانی ملا دیتے ہیں۔ یا مشین سے نکلا ہوا دودھ بازار میں بیچتے ہیں۔ ایسے مریض کو لازم ہے کہ ایسے دودھ میں ملائی ڈالکر پیوے۔ زیادہ گرم مصالحہ اور اچار کا استعمال کرنا ایسے مریض کے واسطے اچھا نہیں ہے۔ اور خشک مچھلی اور ٹینوں کی اشیا مفید نہیں ہیں۔ چاول روٹی بسکٹ۔ آلو سبزی پھول گوبھی کا کھانا بہت اچھا ہے۔ گوشت مقوی ہے۔ انڈے بھی کھا سکتے ہیں۔

اور دوائیوں کے بارے میں یا خاص طاقت دہ ادویات مثلاً ہائپو فاسفیٹس یا مقوی خوراک کی ادویات جو کہ خوراک کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً کوڈ لور آئل یعنی مچھلی کا تیل مالٹ ایکسٹرکٹ سناٹوجن پاڑسوں وائرل وغیرہ ان کے بارے میں کسی ڈاکٹر صاحب کی رائے لینی ضروری ہے۔ اور سونگھنے کی دوائیوں کے لئے بھی۔ اور پیٹنٹ ادویات جو کہ اکثر زیادہ قیمتی ہوتی ہیں لیکن بعض وقت مریضوں کو ان سے چنداں فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

ٹوبرکلین۔ اس کا زیر جلد انجکشن کرنا اکثر ڈاکٹر صاحبان مفید بتلاتے ہیں لیکن ایک ہوشیار اور تجربہ کار ڈاکٹر سے کرانا چاہئے۔

سناٹوریم۔ ایسے مریضوں کے لئے خاص جگہیں بنائی گئی ہیں۔ جہاں پر کہ خاص اسی مرض سل والے شخص کو بھی باورچی کا کام نہیں کرنا چاہئے (دیکھو نمبر ۸) اور نہ ہی دوسرے کا کھانا لے جانے کے لئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ تندرست آدمی کو اس سے مرض لگ جاوے۔

نوٹ۔ اس پرچہ کی کاپی دو پیسہ قیمت پر جناب ڈاکٹر نیو صاحب کشمیر میڈیکل مشن یا اڈیٹر صاحب میڈیکل مشن جرنل بعدہ براہ چھپا۔ ای۔ آئی۔ آر۔ ریلوے سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

کلکتہ ۷۔ ۱۰۰ اطفال سکاؤٹس مارچ کرتے ہوئے فورٹ ولیم میں گئے اور لیڈی سر اوڈ ویر گیہ بہادر نے ان کو جھنڈے تمغے اور دیگر انعامات عطا کئے۔ ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف نے بھی ایک ہمت افزا سپیچ دی۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال آرچ بشپ کلکتہ و دیگر معززین بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

(پیسہ اخبار)

شعر و سخن

آ۔ اے خداوند یسوع مسیح جلد آ!

دیر کیوں کرتا ہے اے آسمان والے آجا
اپنی زلفوں کو تو اب شانوں پہ ہوائے آجا

ہو چکی نبیوں کی اب ساری نبوت پوری
وادیٔ حشر قیامت کو اٹھائے آجا۔

انتظاری میں تری عین تمنا وا ہے
چشمۂ نور مرے دل کے اجالے آجا۔

خلش خار غم دوری سے ہوں میں بیکل
اپنے عاشق کو گلے سے تو لگائے آجا۔

منتظر قدسی آمد کے ہیں تری سارے
جلد اب تو اے زمانے سے نرالے آجا۔

دید کو تیری مری آنکھوں میں دم اٹکا ہے۔
لے رہا ہے تیرا بیمار سنبھالے آجا۔

شرف دید سہی تیرے طلبگاروں کو۔
اپنے قدموں میں ہی تائب تو بٹھائے آجا

(راقم تائب دروانوی)

ضرورت

ہم کو مسیحی منادوں کی از حد ضرورت ہے۔ جو دیہات میں کام کرنیکا تجربہ بخوبی رکھتے ہوں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاویگی۔ سائل اپنی درخواستیں معہ اسناد ذیل کے پتہ پر فوراً بھیجیں۔

المشتہر:۔ پادری قاسم علی پریچر انچارج متھوڈسٹ مشن قصبہ کاہلواں ڈاکخانہ قادیاں ضلع گورداسپور۔

مضامین

بُت پرستی

یہی سبب ہے کہ جب دنیا نے خدا کو بُھلا دیا تو دنیا کی حالت ایسی نازک اور خطرناک ہوگئی۔

لیکن آہ۔ کیسا پیار اور کیسی محبت خدا نے ہم گنہگاروں کے ساتھ ظاہر کی۔ بسبب اُن گناہوں کے جو ہم اُس کی نظروں میں کرتے تھے۔ اُس نے ہم کو ہلاک نہ کر دیا بلکہ ہمیں گناہوں سے بچانے کے لئے ایک وسیلہ کھڑا کر دیا یعنی خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا ہمارا نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کو اس جہان میں بھیج دیا جس نے عین وقت پر جب کہ ہم تمام ہلاک ہوتے جاتے تھے۔ اگر اپنے بندوں کی رہنمائی کی۔ اور گناہ کی بابت بشارت دیتے ہوئے اس دنیا میں بہت سے دُکھ اُٹھاتے ہوئے۔ ہماری نجات کی خاطر ہمیں گناہوں سے چھٹکارا دینے کے لئے کاٹھ کی صلیبی موت کو نہایت صبر کے ساتھ برداشت کر کے ہمارے گناہوں کے فدیہ میں کفارا ہُوا۔ قبر میں رہ کر پاک نوشتوں کی تحریر کے بموجب تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔ اور دنیا کی شفاعت کے واسطے خداوند ہمارے خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ کر شفاعت کرتا ہے۔ اور نہایت ہی محبت بھرے الفاظ میں کہتا ہے۔

"اے تم سب لوگو جو تھکے اور گناہ کے بڑے بوجھ تلے دبے ہو میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دوں گا۔ آمین۔

خاکسار ایم۔ آر جیمس ملٹری ورکس … ضلع ہزارہ۔

ولایت میں ایک عجیب قسم کا چندہ ملکہ معظمہ میری کے نام کی عورتوں کی طرف سے کھولا گیا ہے جو ایک پنیس سے ایک پونڈ تک مقرر کیا گیا ہے۔ اور یہ چندہ جمع ہو کر تاجپوشی کے وقت ملکہ معظمہ میری کو ایک تحفہ دیا جائیگا۔

انتخاب الاخبار

طاعون سے بچنے کیلئے نیا شہر آباد کیا گیا ہے

طاعون نے جن شہروں کو سخت ترین نقصان پہونچایا ہے۔ ان میں صوبجات متوسط کا شہر ناگپور بھی شامل ہے۔ اس شہر کی آبادی ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھی جس میں سے ۲۰ ہزار آدمی طاعون کی نذر ہو چکے ہیں۔ حکام ناگپور نے سوچا ہے کہ اب سوائے اس کے گنجان محلوں سے آبادی نکالی جاوے کوئی تدبیر انسداد طاعون کی ناگپور کے لئے طاعون سے بچنے کی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ شہر کے قریب ایک نئی بستی آباد کرائی گئی ہے۔ جس کا نام صوبجات متوسط کے گورنر کے نام پر کریڈک ٹاؤن رکھا گیا ہے۔ صاحب چیف کمشنر نے اس قصبہ کی بنیاد رکھتے وقت ایک دلچسپ تقریر کی جس میں کہا کہ طاعون سے جب تک ہمارے شہر محفوظ نہ ہونگے تب تک لوگوں کو زندگی کا لطف حاصل نہ ہوگا۔ آپ نے کہا کہ ایسے غلہ کے گودام بنانے چاہئیں جن میں چوہے غلہ تک نہ پہونچ سکیں اور غلہ پر اثر پیدا نہ کر سکیں۔ صاحب موصوف کے خیال کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ شہر بمبئی میں سب سے پہلے اُن محلوں میں طاعون پھیلی تھی جہاں بڑے بڑے غلہ کے گودام تھے۔ (ہندوستان)

اب ہوش آنے لگی

جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ نے ہندوستانیوں سے جو بدسلوکیاں کی ہیں وہ تاریخ میں ہمیشہ اُس کے نام پر ایک شرمناک دھبہ رہینگی۔ تمام وہ دلائل جو گورنمنٹ جنوبی افریقہ کو اس افسوسناک حرکت کی طرف سے روکنے کے لئے پیش کی گئیں۔ ناکافی ثابت ہوئی تھیں۔ آخر گورنمنٹ ہند نے ہندوستانی مزدوروں کا جنوبی افریقہ میں جانا بند کر دیا جسکا اثر وہاں کی زراعت پیشہ اور تجارت پیشہ آبادی نے محسوس کیا۔ اور اسے خبر آگئی ہے کہ وہاں کی گورنمنٹ نے ارادہ کیا ہے کہ ہندوستانیوں اور ایشیائیوں کے واقعہ ملک کے متعلق جو قوانین اس وقت جاری ہیں اُن میں ترمیم کی جاوے۔ اور بعض نامناسب بندشیں دور کردی جاویں۔ شکر ہے کہ جنوبی افریقہ کی ضدی گورنمنٹ کو بھی ہوش آئی اور اُس نے اپنی غلطی کو محسوس کیا۔ اب دیکھئے اس غلطی کی تلافی کہاں تک نیک نیتی اور وسیع خیالی سے کی جاتی ہے۔

(ہندوستان)

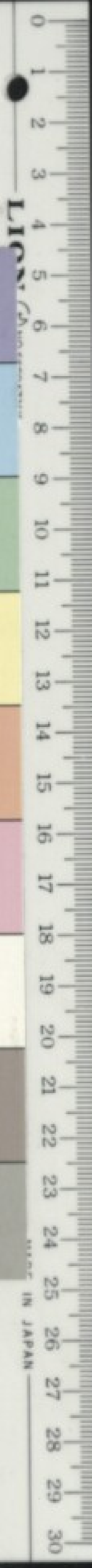
مہاراجہ کپورتھلہ کی فیاضی

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے ٹکا صاحب کی شادی اور تفریح جمع وغیرہ میں ہزاروں روپے خرچ کئے ہیں۔ ہمارے ناظرین یہ سنکر خوش ہونگے کہ ٹکا صاحب کو سہرہ باندھنے کی خوشی میں مہاراجہ صاحب نے اپنی ریاست میں پرائمری تعلیم مفت کرنے اور بیگار بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جس نے مہاراجہ صاحب کی شہرت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے۔ (شانتی)

چابیوں کا ایک گچھا

ہز مجسٹی کنگ جارج کے پاس تالیوں کا ایک گچھا ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہ دو قسم کے مکانوں کی ہیں۔ ایک میں تو آپ کا ذاتی کتب خانہ اور پرائیویٹ کاغذات موجود ہیں۔ اور دوسرا اس قسم کا مکان ہے۔ جس میں کنگ ایڈورڈ مرحوم کے پرائیویٹ کاغذات رکھے ہیں۔ اور شاہنشاہ کی وصیت بھی اس مکان میں محفوظ ہے۔ یہ بطور الماریوں کے ہیں جن میں موٹے لوہے کی چادر لگی ہے۔ اور فائر پروف ہیں آگ بالکل نہیں لگ سکتی ہر ایک الماری میں تین تین تالے لگے ہیں۔ تالیاں ہز مجسٹی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ یا اپنے پرائیویٹ بکس میں۔ اس ترکیب سے رکھتے ہیں جسے وہ خود جانتے ہیں۔ یا اُن کے پرائیویٹ سیکرٹری لیکن کنگ ایڈورڈ کی الماری کی چابی ہز مجسٹی ایک چھوٹے سے سیف میں علیحدہ رکھتے ہیں۔ اور اس سیف کی چابی ہر وقت





آپ کے سونے کے کمرے میں لگی رہتی ہے۔ جو گھڑی کے مین میں پڑا رہتا ہے۔ (رفاقتی)

تماشہ بین

نمائش الہ آباد میں ۲۰ فروری تک ۵۰۰۰۰ آدمی بغرض سیر داخل ہو چکے تھے۔ جن میں سے تقریباً ۲۰ ہزار آدمیوں نے بائیسکوپ اور ۲۴ ہزار نے ہنسی اور مذاق کے کھیل دیکھے اور ۲۵ ہزار اشخاص نے کلچرو ۲۰ ہزار نے دکھاوے کی ریل اور ایک ہزار اشخاص نے واٹرشوٹ کا حظ اٹھایا۔ دیگر تفریح طبع کے دیگر مشغلوں میں حصہ لینے والوں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور گھوڑ دوڑ اور جنگی کرتبوں میں زیادہ تر فوجی اشخاص شریک ہوئے۔ (ر)

رشوت خور کنسٹبل کس طرح سے پکڑا گیا

چھاؤنی لکھنؤ میں دو فوجی افسروں کا کچھ مال چوری ہو گیا تھا۔ شک تھا کہ یہ حرکت ان کے دو ملازمان نے کی ہے۔ پولیس کنسٹبل تمام تحقیقات پر لگایا گیا۔ اُس نے دونوں ملازموں سے کہا کہ اگر دس روپیہ دو تو چھوڑ دونگا ورنہ پھنسا دونگا۔ اسباب کا ذکر افسروں نے گوروں سے کر دیا۔ گوروں نے ملازموں کو نشان لگا کر روپے دئیے جو بعد میں کنسٹبل کے پاس سے برآمد ہوئے۔ اب تو چوری کے پتہ لگانے والے خود چور بنگئے۔ پولیس نے چالان کیا اور حضرت کو ایک سال کی قید سخت ہوئی۔ کمانی خویش آمدنی پیش اس کرتے ہیں۔ (ہندوستان)

مسلمانوں میں صلح کے آثار

۱۸ فروری کو ... میں گور کل بنیے کے لڑکے جمیرے نے اپنی دوکان کے کاغذوں کی ردّی جو عرصہ کی پڑی ہوئی تھی باہر بازار میں نکال رکھی۔ کچھ تو اُس نے ادہر اودہر تقسیم کردی۔ اور باقی کو اُس نے آگ لگا دی۔ کیونکہ ان ردّی کاغذوں میں قرآن شریف کے ورق بھی ہائے گئے جو کہ ایک مسلمان بھائی نے دیکھے وہ نکالنے کو تھا کہ بنیے نے یہ خیال کرکے کہ معلوم نہیں کون سا کاغذ لئے جاتا ہے۔ پاؤں سے اُن قرآن شریف کے ورقوں کو آگ میں دھکیل دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ شور و غل مچ گیا۔ مذہبی آگ بھڑک اٹھی۔ سینکڑوں مسلمان ایک دم اکٹھے ہو گئے۔ سنا گیا ہے کہ پاس کے ایک ہندو دوکاندار کو تھوڑا سا چیزوں کا پرشاد بھی دیا گیا۔ مگر اس بلے میں فوراً پولیس آ موجود ہو گئے۔ پولیس بھی آگئی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ وہ ہندو بھی بلدیو اور منشا کو پولیس افسر گرفتار کر لے گئے اب معلوم نہیں اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا جاویگا۔ مگر سننے میں آیا ہے کہ اُن کی حفاظت کے واسطے اس کو حوالات میں لیجایا گیا ہے۔ اور رات کو بھی وہ وہاں رہے ہیں۔ اور گورکل نے دوکان پر چار پانچ آدمی ڈر کے مارے بطور پہرہ کے مقرر کر رکھے اور رات بھر جاگتا رہا۔ یہ ہیں ہندو مسلمانوں میں صلح کے آثار۔ دیکھیے اب یہ کیا رنگ لاتا ہے۔ (رفاقتی)

قتل اہلیہ

رنگون کے ایک بڑے متمول مسلمان سوداگر سیٹھ عارف نے اپنی اہلیہ کے قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا کا حکم پایا۔ ہر چند وہ نفس میں کلکتہ اور رنگون کے بڑے بڑے مشہور کونسل عظیم اُجرت پر لگائے گئے۔ لیکن جیوری نے جرم ثابت پایا اور پھانسی کے لئے ۲۰ جنوری کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ ایسا ہی ایک سنسنی خیز مقدمہ سورت میں بھی در پیش ہے۔ میاں رائے چند اور نیم چند نام ایک نہایت مالدار مارواڑی اسی الزام میں ماخوذ ہے۔ مستغاثہ کا دعوےٰ یہ ہے کہ ۱۰ ماہ مارچ گذشتہ میں مارواڑی مذکور نے اپنی نوجوان اہلیہ کو تلوار سے ہلاک کیا۔ اور بعد میں مشہور کیا کہ ڈاکوؤں نے حملہ کرکے اس کا مال لوٹ لیا اور جورو کو مار ڈالا ہے یہ مقدمہ ابتدا میں ایک راز سربستہ تھا۔ پولیس کا خیال تھا کہ شاید چوروں نے بذریعہ نقب ارتکاب کیا ہو۔ لیکن خفیہ پولیس نے بذریعہ تحقیقات کے سیٹھ مذکور کے خانگی خدمتگاروں کا اعتبار حاصل کرکے مختلف حال معلوم کیا۔ انہوں نے صاف بیان کیا کہ نیم چند نے خود اپنی جورو کو تلوار سے قتل کیا ہے اس لئے کہ اُس کی عصمت پر شبہ تھا۔ یہ حالات ظاہر ہونے پر نیم چند دفعتاً بھاگ گیا۔ اور بدستور روپوش ہے۔ اس سے پولیس کا شبہ اور بھی پختہ ہے۔ ملزم اور اُس کے رشتہ دار بہت متمول اور با اثر ہیں۔ اُس کی تلاش جاری ہے۔ سورت کی مارواڑی برادری میں تشویش کی سنسنی طاری ہے۔ نقب اور قتل وغیرہ کی جہت بالکل فرضی سمجھی جاتی ہے۔ خون کا چھپا ہونا ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ وارنٹ لگائے گئے ہیں۔ نتیجہ کا انتظار ہے۔ (اخبار عام)

درختوں کو بخار کی بیماری

ذوالسن کے سائنٹفک امریکن میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ جیسے انسان درختوں میں بخار آتا ہو ویسے ہی درختوں کو بھی بخار آتا ہے۔ جب کسی آدمی کو بخار آتا ہے تو بخار کے زور سے اُس کے جسم کا گوشت کم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے جسم لاغر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور جس وقت پسینہ آتا ہے اُس وقت تو اُس کیساتھ فیصدی ۰۔۰۷ آب کا ربونک ایسڈ باہر نکلتا رہتا ہے۔ ٹھیک یہی حالت نباتات کی ہوتی ہے۔ انکو اگر کسی زخم کی وجہ سے بخار ہوتا ہے۔ بخار ہوتے ہی اُس کے تمام جز خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں جس سے درخت خشک ہو کر آخر میں مردہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ماہران سائنس نے اُس کا تجربہ کیا۔ انہوں نے آلو کو ذرا سا کاٹ کر رکھ دیا تھوڑی دیر میں اُس کی اندرونی حرارت ایک ڈگری تک بڑھ گئی اور آلہ سے دیکھا گیا کہ فیصدی کتنی سو حصہ کاربونک کے پسینہ کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اتنا پسینہ نکل آیا۔ اتنا پسینہ نکلنے پر بھی اگر آلو سوکھ گیا تو اُس پر جھریاں ضرور پڑھ گئیں۔ (مرقع تصویر)

لیڈی ہارڈنگ نے پھولوں اور سبزیوں کی سالانہ نمائش کا اگری ہارٹیکلچرل سوسائٹی کے باغ واقعہ علی پور میں ۱۹ فروری کو افتتاح فرمایا۔

گلدستۂ اخبار

۵ افروری کو سازش ہوڑہ کا مقدمہ کلکتہ کی خاص عدالت ہائیکورٹ میں پیش تھا اور وکلا میں اس گرمجوشی سے بحث ہو رہی تھی۔ اور ۳۰ ملزم پولیس کی نگرانی میں بیٹھے ہوئے تھے یکایک کرن رائے نامی ملزم کے آثار دیوانگی ظاہر ہوئے۔ اس کو فی الفور عدالت کے کمرے سے نکالکر طبی معاینہ کے لئے ہسپتال میں روانہ کیا گیا۔ ملزم کی حالت بگڑ جانے سے عدالت میں بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

سزا بحال۔ فساد محرم بمبئی کے ملزمان۔ رحمان وزیر خاں ابراہیم داؤد وغیرہ نے جو رائے بہادر چنی لال ستیلواڈ پریذیڈینسی مجسٹریٹ کے فیصلہ سزا کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی تھی وہ ججان نے نامنظور فرمائی۔

ڈاکٹر فرید نامی مشنری پادری علاقہ لوشائی سے ملک بدر کئے گئے اس کا سوال پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔

سرحدی صوبہ میں پچھلے سال ۱۷۱ ڈاکے پڑے ۵۵۰۰۰ کا مال لوٹا گیا ۱۱۵ آدمی قیدی بنائے گئے۔

کلکتہ سے جزیرہ ساگر جانیوالے یاتریوں کی دو نائیں ڈوب گئیں۔ ۲۰ آدمی غرق ہو گئے۔

رنگون میں دفاتر پورٹ ٹرسٹ کو کروسین تیل سے جلانے کی کوشش کی گئی تحقیقات درپیش ہے۔

جاپان سے بھی ایک فوجی جہاز تحقیقات قطب جنوبی کو بھیجا گیا ہے۔ کپتان شراسے ہے۔

پچھلے سال خرچ مالیہ میں ۷ ۱/۲ کروڑ روپیہ کی بیشی تھی خاص بجٹ ۹ کروڑ روپیہ تھی۔

چونکہ کلکتہ کارپوریشن کی یہ خواہش پوری ہو گئی ہے کہ مہاراجہ جارج کلکتہ میں قدم رنجہ فرماویں۔ اس لئے اب مدراس میں بھی ایک جلسہ شہر کی طرف سے ہونیوالا ہے۔ جس کے پریذیڈنٹ گورنر مدراس ہونگے۔ اور جس میں مہاراجہ جارج اور مہارانی میری سے مدراس کو مشرف کرنے کی پرارتھنا کی جائیگی۔

کہا جاتا ہے کہ دہلی دربار میں تاج پوشی کے وقت کوئی مذہبی رسم نہ ادا کی جائیگی بلکہ مہاراجہ جارج پنجم اور ملکہ میری خود اپنے دست مبارک سے تاج سر پر رکھینگے۔ اس رسم کی خاطر تاج پوشی کا ضروری سامان انگلستان سے حضور قیصر ہند کے ساتھ بھیجا جاوے گا۔

اطلاع

یو۔ پی سنوڈ پنجاب بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۱۱ء بروز منگل بوقت ۱۰ بجے صبح بمقام سرگودھا منعقد ہوگی۔

کانفرنس کا پروگرام

میر مجلس پادری آر سٹوارٹ صاحب ڈی۔ ڈی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ سیالکوٹ۔

مضمون (۱) کلیسیا گواہی دینے والی کلیسیا پادری ایچ ایس نزبٹ صاحب ظفروال

(ب) گواہی اختیار و قدرت کے ساتھ پادری ڈبلیو بی اینڈرسن صاحب خانقاہ ڈوگران

(ج) کیا ہماری پنجابی کلیسیا مسیح کے اس آخری بڑے حکم کو پورا کر رہی ہے کہ نہیں؟

(۲) زندگی سے جو کہ وہ بسر کر رہی ہے۔ پادری ملوچیہ صاحب مارٹن پور

(ب) غیر نجات یافتہ لوگوں کے سامنے انجیل پیش کرنے میں پادری ڈی آرگارڈن صاحب گوجرانوالہ

(ج) چندہ دینے میں پادری منگوبل صاحب چک نمبر ۱۰ سرگودھا

کلارک۔ یو۔ پی سنوڈ پنجاب گوجرانوالہ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۱۱ء

اشتہار

امتحان لیک میموریل ان سکرپچر

یہ امتحان ماہ جولائی میں ہوگا۔ دس انعام ۵ روپیہ سے ۲۵ تک روپیہ کے دیئے جائینگے۔ یہ انعامات پنجاب اور اینی لیک میموریل سوسائٹی کیطرف سے ہیں جو ۲۳ سال کی عمر کے نوجوانوں کیلئے ہیں خواہ وہ مسیحی ہوں یا غیر مسیحی اس میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔

سنہ ۱۹۱۱ء کے لئے مضامین

سینئر درجہ (الف) ۱ سموئیل ۱۷ باب سے ۳۱ باب تک اور نحمیاہ کی کتاب

(ب) انجیل میں خاص کر تمثیلات اور کتاب مکاشفات ۲۰ اور ۲۱ اور ۲۲ باب۔

(ج) پرانے اور نئے عہدناموں میں سے عام سوالات (یہ صرف مسیحیوں کیلئے ہے)

جونیئر درجہ (۱) ۱ سموئیل ۱ باب سے ۱۶ باب تک زبور زبانی سنانے ۲۳ و ۵۱ اور ۹۵

(ب) یوحنا کی انجیل زبانی سنانا ۱۰ اور ۱۵ باب

امتحان کے قاعدے سالہائے ماسبق کی طرح ہونگے۔ سندات اور طلبا کی فہرست بھی معرفت اور چاہئے پریذیڈنٹ پنجاب چرچ ہو بہت جلد پادری ایم۔ ای ورگرم صاحب ایڈورڈز کالج پشاور ماہ جون ۱۵ سے پیشتر بھیجنی چاہئے۔ اور دیگر باتوں کی بابت اگر دریافت کرنا ہو تو پادری صاحب موصوف سے پتہ مندرجہ بالا سے دریافت کرو۔

المشتہر۔ پروفیسر ایم۔ ای ورگرم ایڈورڈز کالج پشاور

ضرورت۔ ایک عیسائی استاد کی جلد ضرورت ہے۔ نارمل ٹرینڈ کو ترجیح دیجائیگی۔ ہندی زبان میں مہارت رکھنا ضروری ہے۔ تنخواہ مطلوبہ لکھنی چاہئے۔ درخواستیں معہ اسناد ذیل کے پتہ پر فوراً بھیجنی چاہئیں۔

المشتہر۔ پادری۔ اے پی۔ لیڈنگھم ہو۔ سی۔ پی۔



مسٹر سیرجن صاحب مرحوم ومغفور مشہور واعظ انجیل کی زندگی پر ایک نظر

اس پر اُس کی والدہ نے کہا میں اکثر دعا مانگتی تھی کہ تیری روح بچ جائے۔ مگر یہ نہیں کہ تم بپتسٹ بنجاؤ۔ اس پر مسٹر سیرجن نے کہا اماں جان خدا نے اپنی معمولی فیاضی سے آپ کی دعا سنی اور آپ کو آپکے مانگنے سے بڑھکر دیا۔

ہم اکثر مذہبی مسائل کی نسبت ایک دوسرے میں تفاوت کرتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ یہ جان لینا ضروری ہے کہ یہ تعلیم کیا مقدس انجیل کی غرض کے موافق ہے یا نہیں اور اس میں سے بہتر کو قبول کرلینا ہمارا فرض ہے۔ ڈوب لینا یا بپتسمہ لینا ہماری نجات یا ایمان میں کوئی فرق نہیں کرتا یہ فقط مسیحی گلے میں شامل ہونے کا ایک ظاہر نشان ہے جس میں سے ایک نشان کو مسٹر سیرجن نے پسند کرلیا اور ایک نشان کو میں نے بہتر سمجھا۔ مگر ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ عقیدہ تمام مسیحیوں کا ایک ہی ہے۔

منادی کا آغاز

یہ تو ہم ذکر کرچکے ہیں کہ مسٹر سیرجن صاحب کو شروع ہی سے مذہبی باتوں کی طرف خیال تھا اور اس میں وہ ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ لیکن وہ کبھی اس بات کو خاطر میں نہ لائے کہ میں آئندہ کو کیا کچھ ہونگا۔ مسٹر سیرجن نے بہت جلد اپنی زندگی میں ترقی کی اور اس اقبال کا ستارہ ہمیشہ شہرت کے آسمان پر چمکتا رہا۔ اگرچہ انہوں نے اپنی خدمت کا آغاز اس خیال سے نہ کیا تو بھی خداوند کے عجیب راز سے وہ اس بلند اقبالی تک پہونچا کہ رونیٹڈ بل چیپل کی پلپٹ پر کھڑے ہوکر وہ ہزاروں عالموں میں کھڑے ہوئے۔ اور ہر ایک کی زبان سیرجن سیرجن پکارے۔

ان کی منادی کا آغاز عجیب طور سے ہوا۔ ایک ایسوسی ایشن تھی جس کے ممبر گرد ونواح میں جاکر منادی کیا کرتے تھے۔ مسٹر سیرجن بھی اس کا ایک ممبر تھا۔ ایک روز مسٹر ونسٹر صاحب نے جو کہ پریزیڈنٹ تھے۔ مسٹر سیرجن صاحب سے کہا کہ تم فلاں شخص کیساتھ اس گاؤں میں جاؤ اور وہ شخص وہاں پر وعظ کریگا۔ یہ ایک بہانہ تھا۔ مگر حقیقت میں مسٹر سیرجن نے وہاں وعظ کرنا تھا۔ مسٹر سیرجن صاحب راضی ہوگئے۔ اور اُس کیساتھ گئے۔ مگر راہ میں اُنہوں نے ہمراہی سے کہا کہ خدا آپ کے وعظ پر برکت نازل کریگا۔ ہمراہی بولا میں نے تو کبھی وعظ نہیں کیا۔ مسٹر سیرجن بولے تو پھر کون کریگا۔ مجھ میں تو اتنی لیاقت نہیں لیکن ہمراہی نے اصرار کیا اور مسٹر سیرجن کو وہاں وعظ کہنا پڑا۔ اس وقت سے مسٹر سیرجن کی منادی کا کام شروع ہوا اور یہ جوا جو اُنہوں نے اپنی گردن پر رکھا۔ مرکر ہی اس سے رہا ہوئے۔

مسٹر سیرجن صاحب نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ کلیسیاؤں کی نگہبانی پر صرف کیا۔ اور جس کلیسیا کے پاسٹر مقرر ہوئے اُسے زینۂ ترقی پر پہونچا کے چھوڑا۔ بہت سی کلیسیاؤں کی تواریخ آپ کی ذہانت اور دلی ہمدردی کے رنگوں سے رنگی ہوئی ہے۔ جس سے روحانی روشنی کی خوبصورت شعاعیں بہت سے تاریک دلوں کو روشن کرنے کا موجب ہیں۔

پاسبانی کے کام کو انجام دینا کوئی آسان بات نہیں ہے اور خاص کر ایسی کلیسیاؤں میں جن کی حالت زیادہ ابتر ہو۔ یہ کام مسٹر سیرجن صاحب ہی کا تھا جنہوں نے ایسی کلیسیاؤں کو سنبھال لیا۔ اُن میں سے سب سے بڑی کلیسیا لندن شہر میں نیوپارک سٹریٹ کی بپٹسٹ مشن کلیسیا تھی۔ اُس کے سنبھالنے میں جو کام مسٹر سیرجن نے کیا اس سے ہمارے پاسبان بہتر نمونہ حاصل کرسکتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر سیرجن صاحب اپنے وعظ کی تاثیر سے لوگوں میں بہت جلد کامیاب ہوجاتے تھے۔ لیکن علاوہ اس کے ان میں اور خوبیاں بھی تھیں جو اس فصاحت کے ساتھ مل کر اُن کی زیادہ معاون تھیں۔ اور ان سب میں بڑھکر محبت تھی۔ وہ چھوٹے اور بڑے کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کسی پادری صاحب نے جو کہ بڑا مالدار اور ذی عزت شخص تھا اُنہیں اپنے گرجے میں وعظ کے لئے بلایا جب مسٹر سیرجن صاحب وہاں گئے۔ تو ان کے سادہ لباس اور مسکین صورت کو دیکھکر اُس پادری صاحب نے اُسے کوئی بڑا آدمی نہ سمجھا۔ اور اپنے بنگلہ میں بھی نہ ٹھہرایا بلکہ اپنے ایک باغبان کے گھر ان کو اُتارا۔ اس بات سے مسٹر سیرجن صاحب کے دل پر ضرور کوئی غیر معمولی اثر ہوا ہوگا لیکن چونکہ اُنہوں نے مسیح کی خاطر پست ہونا سیکھا تھا۔ اس سرد مہری کو برداشت کرگئے۔ اور باغبان کے ساتھ بڑی خوشی سے رہے۔ دوسرے دن جبکہ اتوار کو مسٹر سیرجن نے گرجے میں وعظ کیا تو پادری صاحب کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اپنی مغروری پر از حد پشیمان ہوئے اور مسٹر سیرجن سے بولے آپ میرے ساتھ رہئے اور میری میز پر کھانا کھائیے۔ مسٹر سیرجن صاحب نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ جس کے گھر میں رات کو رہا کھانا کھایا۔ اب کیونکر اس میزبان کو چھوڑ سکتا ہوں۔ پادری صاحب نے کہا نہیں آپ ضرور میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ اور بہت اصرار کیا۔ مسٹر سیرجن نے کہا اس شرط پر میں اس دعوت کو قبول کرونگا جبکہ مسٹر جان (اس باغبان کا نام) کو بھی میرے ساتھ ہی بلایا جاوے۔ پادری صاحب نے مجبور ہوکر اپنے باغبان کو بھی اپنی میز پر کھانے کے لئے بلایا۔

اس بیان سے ہمیں اُن کی نیک نظری کا وہ ثبوت ملتا ہے جو کہ مسیحی طبع کا ایک جزو اعظم ہے۔ میں زور سے کہونگا جس مسیحی میں یہ صفت نہیں وہ مسیحی کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہے۔

وعظ کی بندش

ہمارے ناظرین مسٹر سیرجن صاحب کی مختصر زندگی کے واقعات تو پڑھ چکے اب ہم ان کے وعظ کی بندش کا ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ دنیا میں اس قدر مشہور ہیں جس قدر ان کا نام مشہور ہے۔ باقی آئندہ۔

سنڈے اسکول کے سبق

تصویر دار پرچے سنڈے اسکول

۲۵ عدد فی ہفتہ سال تمام کے لئے عہ

محصولڈاک علاوہ اور سنڈے اسکول سبق

۵۲ ہفتوں کے واسطے۔

قیمت ۲ر فی سبق محصولڈاک علاوہ یعنے ۸ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک۔

یہ سبق اردو اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں

یہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہے۔ پادری ہنری فورمن صاحب ڈی ڈی کی تصنیف سے نقل اردو میں تیار کئے جاتے ہیں اور ان کیساتھ انڈین بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔

حقیقت یہہ ہے

کہ بائبل کی تعلیم کے واسطے سب سے عمدہ سبق ہیں ان کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ سات سالوں میں کل بائبل کی تعلیم ہو جاتی ہے۔ یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس لئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دیجاتی ہے۔ کہ تمام مشن اسکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بک کے استعمال کئے جاویں۔ کئی ایک مشن اسکول اس کا استعمال کر رہے ہیں۔ پر ہمارا مطلب ہے کہ تمام سکولوں میں ان کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہ از حد مفید ہیں۔

جو صاحب ان کو چاہتے ہیں سو اطلاع فرماویں۔ درخواست بہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی لودیانہ لکھنا کافی ہے۔ سال بھر کی قیمت پیشگی لیجاویگی وی۔ پی کے ذریعہ سے

قوت کی گولیاں

دن آگئے جلد منگائیے۔

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں ۲۳ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ ڈاکٹر لوگ یہ گولی دیتے ہیں۔ مغز، ریڑھ، رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظاہر ہوتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی حالت دور ہو کے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک پانچ آنہ

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلا قیمت دیجاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلا قیمت ان کی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک واسطے ورنیہ کا ٹکٹ بند لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں جس تو اسم اور دوسروں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھئے پتہ لکھنے میں مقام و ڈاکخانہ و ضلع لکھئے۔

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبرہ ۶۹ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی بی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۷۶ء

پر فضا محل وقوع

مستند استادان۔

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک مع فیس جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرونل وکرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اور اول درجہ کی لکڑی کا ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہو قیمت رکشا للعہ سے ماہ ۱۲۵ کرونل الخ

مزید صیانت حال کیلئے منیجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کیجئے

پریسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے۔ اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جیکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۷ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے۔ اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

اور نئے پراسپکٹس (اردو انگریزی) منیجر ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے لودیانہ بورڈ کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب " مغہ " " " للعہ

غیر ممالک سے " " " " " للعہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صر	عے
چوتھائی کالم	صہ	عے	للعہ
نصف کالم	عے	للعہ	صہ
پورا کالم	مہ	صہ	سہ
پورا صفحہ	للعہ	سہ	۱۰ر

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ: مضمون نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کیلئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام ولایتی براؤن چھپا اور شائع ہوا۔